مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کا ترجمان

ختمِ نبوت

ہفت روزہ
کراچی

آپؐ نے انسانیت کو صرف ایک بندگی کی دعوت دی اور دنیا کی ساری بندگیوں سے اور غلامیوں سے نجات دی، زندگی کی حقیقی نعمتیں (جن سے انسانوں نے اپنے کو محروم کر دیا تھا) دوبارہ ان کو عطا کیں اور وہ طوق و سلاسل ان سے جدا کیے جو انہوں نے بلاضرورت اپنے اوپر ڈال لیے تھے۔

(مفکرِ اسلام مولانا ابو الحسن علی ندوی مدظلہ)

بعثتِ محمدیؐ کے بعد

۲۴ دسمبر تا ۳۰ دسمبر ۱۹۸۲ء
۷ تا ۱۳ ربیع الاول ۱۴۰۳ھ
جلد ۱، شمارہ ۲۹

خصائل نبوی بر شمائل ترمذی

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا صاحب مدنی رح

۱۔ حدثنا قتیبۃ بن سعید حدثنا حماد بن زید عن ایوب عن محمد بن سیرین قال کنا عند ابی ھریرۃ وعلیہ ثوبان ممشقان من کتان فتمخط فی احدھما فقال بخ بخ یتمخط ابو ھریرۃ فی الکتان لقد رأیتنی وانی لاخر فیما بین منبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وحجرۃ عائشۃ مغشیا علی فیجیئ الجائی فیضع رجلہ علی عنقی یری ان بی جنونا وما بی جنون وما ھو الا الجوع۔

۱۔ ابن سیرین کہتے ہیں کہ ہم ایک مرتبہ ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس تھے ان پر ایک لنگی اور ایک چادر تھی وہ دونوں کتان کی تھیں اور گیروی رنگ میں رنگی ہوئی تھیں۔ ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان میں سے ایک سے ناک صاف کیا پھر تعجب سے کہنے لگے کہ اللہ اللہ آج ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کتان کے کپڑوں سے ناک صاف کرتا ہے اور ایک وہ زمانہ تھا کہ جب میں منبر نبوی اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ کے درمیان شدت بھوک کی وجہ سے بے ہوش پڑا ہوا ہوتا تھا اور لوگ مجھ کو مجنوں سمجھ کر میری گردن کو پاؤں سے دباتے تھے اور حقیقتاً مجھے جنون وغیرہ کچھ نہیں تھا۔ بلکہ صرف شدت بھوک سے یہ حالت ہوجاتی تھی:

فائدہ کتان ایک عمدہ قسم کا کپڑا ہوتا ہے۔ صاحب لغات الحدیث نے لکھا ہے کہ ایک باریک قسم کا کپڑا ہوتا ہے جو گھاس کے جڑوں سے بنتا ہے اور صاحب محیط الاعظم نے لکھا ہے کہ کتان کو ہندی میں السی کہتے ہیں اس کی چھال سے کپڑا بھی بنا جاتا ہے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی گردن کو پاؤں سے دبانا اس وجہ سے تھا کہ اس زمانہ میں مجنوں کی گردن پاؤں سے علاجاً دبائی جاتی تھی کہ افاقہ ہو جاوے۔ اس حدیث کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات میں اس لیے ذکر کیا کہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ جیسے خواص خدام کا جب یہ حال تھا تو اس سے آپؐ کی تنگی کا حال خود معلوم ہوگیا کہ یہ حضرات اہل صفہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مہمان شمار ہوتے تھے اور جو کچھ آتا تھا وہ ان حضرات میں تقسیم ہوتا تھا۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ایک مرتبہ ایک آیت کے متعلق کچھ تحقیق کیا وہ بتا رہے تھے اور میں ساتھ ساتھ چل رہا تھا کہ نہ چل سکا اور گر کر بے ہوش ہوگیا۔ آج مسلمانوں کی تنگ حالی کا شور ہے اور روٹی کا سوال اتنا اہم ہے کہ اس کی خاطر ہر قسم کی بددینی کو اختیار کیا جا سکتا ہے۔ لیکن کیا ان حالات کے عشر عشیر بھی ہمارے حالات ہیں اور یہ حضرات ان مصائب پر بھی کسی قسم کی دینی مداہنت برداشت نہ کر سکتے تھے۔

۲۔ حدثنا قتیبۃ حدثنا جعفر بن سلیمان الضبعی عن مالک بن دینار قال ما شبع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من خبز قط ولا لحم الا علی ضفف قال مالک سألت رجلا من اھل البادیۃ ما الضفف فقال ان یتناول مع الناس۔

۲۔ مالک بن دینار فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی روٹی سے اور نہ گوشت سے شکم سیری فرمائی مگر حالت ضفف پر۔ مالک بن دینار کہتے ہیں کہ میں نے ایک بدوی سے ضفف کے معنے پوچھے تو اس نے لوگوں کے ساتھ کھانے کے معنی بتائے۔

فائدہ ضفف کے معنی خفی تھے چنانچہ اہل لغت اس میں مختلف ہیں۔ اسی وجہ سے مالک بن دینار نے ایک بدوی (جو اپنی زبانی صحیح)

ہفت روزہ ختم نبوت کراچی

زیر سرپرستی

حضرت مولانا خان محمد صاحب دامت برکاتہم

سجادہ نشین خانقاہ سراجیہ کندیاں شریف

مدیر مسئول

عبدالرحمٰن یعقوب باوا

مجلس ادارت

مفتی احمد الرحمان

مولانا محمد یوسف لدھیانوی

ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر

مولانا بدیع الزمان

مولانا منظور احمد الحسینی

مینیجر

علی اصغر چشتی صابری، ایم۔اے۔ایل۔ایل۔بی

فی پرچہ:- ڈیڑھ روپیہ

بدل اشتراک

سالانہ ———— ۶۰ روپیہ

ششماہی ———— ۳۵ روپیہ

سہ ماہی ———— ۲۰ روپیہ

برائے غیر ممالک بذریعہ رجسٹرڈ ڈاک

سعودی عرب ———— ۲۱۰ روپیہ

کویت، اومان، شارجہ دوبئی، اردن اور

شام ———— ۲۴۵ روپیہ

یورپ ———— ۲۹۵ روپیہ

آسٹریلیا، امریکہ، کینیڈا ———— ۲۸۰ روپیہ

افریقہ ———— ۳۱۰ روپیہ

افغانستان، ہندوستان ———— ۱۶۵ روپیہ

رابطہ دفتر

دفتر مجلس تحفظ ختم نبوت جامع مسجد باب الرحمت ٹرسٹ پرانی نمائش کراچی

ناشر:- عبدالرحمٰن یعقوب باوا

طابع:- کلیم الحسن نقوی انجمن پریس، کراچی

مقام اشاعت:- ۲۰/A سائرہ مینشن ایم اے جناح روڈ، کراچی

فہرست

۱	خصائل نبوی ﷺ	شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحبؒ	۲
۲	افادات عارفی	ڈاکٹر عبدالحی صاحب عارفی	۳
۳	ابتدائیہ	حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی	۵
۴	حیات طیبہ	علی اصغر چشتی صابری	۷
۵	اشتعال انگیز تحریریں	ادارہ	۱۲
۶	کارگزاری مجلس تحفظ ختم نبوت	مولانا اللہ وسایا	۱۴
۷	وفاق المدارس کا اجلاس	ادارہ	۱۵
۸	حیات عیسیٰؑ	حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی	۱۹
۹	جھوٹ کی رپوٹ	پروفیسر احسان الحق رانا	۲۰
۱۰	نعت	حافظ لدھیانوی	۲۲

شعبۂ کتابت

حافظ عبدالستار واحدی — حافظ گلزار احمد

غلام یٰسین تبسم

پند و نصائح

افاداتِ عارفی

ضبط و ترتیب: منظور احمد الحسینی

عارف باللہ حضرت ڈاکٹر عبدالحی صاحب عارفی مدظلہ العالی

فرمایا:- حضرت حاجی صاحب رح کی خدمت میں ایک مرتبہ حضرت گنگوہی رح چالیس دن تک رہے جو کپڑے پہن کر آئے تھے وہی پہنے رہے، بدلنے کی فرصت ہی نہ تھی۔ ایک دن حضرت حاجی صاحب رح سے آپ رح نے ذکر کیا کہ حضرت "یہ لوگ کہتے ہیں سالکین میں اضطرابی کیفیت، خشیت، رقت اور سوز و گداز، حاصل ہوتا ہے۔ یہ چیز تو ہمیں حاصل ہی نہیں" حضرت حاجی صاحب رح نے فرمایا میاں تم ان کو لے کر کیا کرو گے۔ بس رہنے دو جب رات ہوئی حضرت گنگوہی رح تہجد کے لئے اٹھے نوافل پڑھنے لگے بس اسی وقت نوافل پڑھتے ہوئے خشیت کی کیفیت طاری ہو گئی اور اتنی ہوئی کہ پسلیاں ٹوٹنے لگیں اور ایسی اضطرابی کیفیت پیدا ہوئی کہ پسینے آنے لگے، طبیعت بگڑنے لگی۔ جب صبح ہوئی حضرت حاجی صاحب رح نے فرمایا اور چاہتے ہو یا کافی ہو گیا۔ تم نے دیکھ لیا اس سے پناہ مانگو جب چالیس دن پورے ہو گئے تو حضرت حاجی صاحبؒ حضرت گنگوہی رح کو پہنچانے گئے، حضرت گنگوہی رح نے بہت عذر کیا لیکن حضرت حاجی صاحبؒ نہ مانے راستے میں فرمایا۔

میاں رشید احمد جو کچھ ہم نے تمہیں دینا تھا دے دیا بس ہمارا ایک شعر لیتے جاؤ۔

؎ زہد زاہد را و دین دیندار را
ذرۂ درد دلے ابدال را

مولانا گنگوہی کہنے لگے کہ ہم راستے بھر سوچتے آئے کہ حضرت حاجی نے کیا دے دیا اور یہ شعر کیا پڑھ دیا! اس کے معنی کیا ہیں؟ فرمایا کہ ہم سوچتے رہے اور مسلسل بارہ برس تک سوچتے رہے فرمایا بارہ برس کے بعد اب معلوم ہوا کہ الحمد للہ اس شعر کے کیا معنی ہیں اور حضرت نے کیا دے دیا تھا۔

حضرت گنگوہی کے زمانے کے مطابق آپ کو اس صلاحیت کے پیدا ہونے میں بارہ برس لگ گئے فرمایا اگر پہلے معلوم ہو جاتا تو اسے کرانے جو ہوتے ذکر اذکار اور ریاضتیں کرتے، یہ معمولی بات نہ تھی اس نے بارہ برس گم گئے۔

صاحب! انہیں حضرت حاجی صاحبؒ نے تو بتلایا نہیں کس مصلحت کی وجہ سے، میں فکر میں مبتلا ہوں وہ چیز "تعلق مع اللہ" ہے کہ طبیعت میں ہر وقت رجوع الی اللہ رہے اسی کا دھیان اور ورد ہو۔ چنانچہ حضرت حاجی صاحبؒ کا خط جب حضرت گنگوہیؒ کی طرف آیا آپ کو لکھا بہت عرصہ ہوا کہ ان عزیزی کی خیریت معلوم نہ ہوئی" تو آپؒ نے جواب لکھا کہ "حضرت شرم آتی ہے کہ حضرت کے قدموں سے وابستہ ہوں اتنا عرصہ ہو گیا اور کچھ بھی حاصل نہ ہوا مگر آپ کے قدموں کے صدقے اور طفیل یہ بات ضرور ہے کہ امورِ شرعیہ امورِ عادیہ ہو گئے، شریعت کے کسی مسئلے میں اشکال باقی نہیں رہا اور لومۃ لائم کی پرواہ نہیں" یہ خط جب حضرت حاجی صاحب کو پہنچا آپؒ کھڑے ہو گئے اور خط کو سر پر رکھ لیا اور کہا "یا اللہ یہ حالت ہمیں نصیب فرما" اور یا اللہ یہ حالت ہمیں نصیب فرما" لا الہ الا اللہ کیا مرید اور کیا شیخ یہ ہے درد دل ابدال را۔ ہمیں چاہیے کہ ہم بھی اس کے مورد بنیں۔

فرمایا:- حضرت محمد شفیعؒ (اللہ تعالیٰ ان کے مدارج بلند فرمائے) مجھ سے بہت محبت فرماتے تھے۔ ایک مرتبہ حضرت میرے یہاں تشریف لائے تو فرمانے لگے جب ہم آپ کی طرف روانہ ہوئے تو خیال ہوا کہ میں ڈاکٹر صاحب کی طرف جا رہا ہوں کچھ پھل مٹھائی وغیرہ لیتے چلیں! خالی ہاتھ جانا صحیح نہیں کھانا سوچا کہ راستے میں خرید لیں گے سوچتے سوچتے یہاں پہنچ گئے۔ پھر فرمایا ہم تو آپ کے لئے یہ لے آئے ہیں اور پھر یہی شعر پڑھا۔

؎ زہد زاہد را و دین دیندار
ذرۂ درد دل ابدالے را

ہم نے کہا الحمد للہ کہاں کی وراثت ہمیں کہاں مل رہی ہے۔ میں نے کہا آپ ذرا میرے سینے پر ہاتھ رکھ کر دعا کر دیجئے تاکہ ذرا اس کا تحمل تو ہو۔ آپؒ نے فرمایا کہ دینے والا سب جانتا ہے" پھر فرمایا الحمد للہ ہم بھی اس کے مورد ہو گئے۔

www.amtkn.com www.facebook.com/amtkn313 www.emaktaba.info

ابتدائیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وکفیٰ والصلوٰۃ والسلام علیٰ من لا نبی بعدہ

ہفت روزہ ختم نبوت

قادیانی شرم

قادیانیوں کے سرکاری ارگن روزنامہ "الفضل ربوہ" نے ۲۹ نومبر ۱۹۸۲ء کو مرزا قادیانی کی منقبت میں ایک مضمون شائع کیا۔ جس کا عنوان تھا: "ذکر حبیب صلی اللہ علیہ وسلم" ایک ہفتہ کے بعد خدا جانے کیا خیال آیا "الفضل" نے سجدۂ سہو کرتے ہوئے لکھا:

"مورخہ ۲۹ نومبر ۱۹۸۲ء کے الفضل میں صفحہ ۳ پر ذکر حبیب" کے عنوان سے ایک مضمون کے عنوان میں "صلی اللہ علیہ وسلم" کے الفاظ غلطی سے شائع ہو گئے ہیں۔ یہ مضمون حضرت اقدس..... کی سیرت طیبہ کے بیان میں ہے۔ اس پر یہ لفظ سہو سے شائع ہو گئے ہیں۔ ہم کبھی بھی حضرت اقدس کے لئے یہ لفظ استعمال نہیں کرتے۔ ادارہ اس غلطی پر شرمندہ ہے۔ اور معذرت کا اظہار کرتا ہے۔"

(الفضل ۶ دسمبر ۱۹۸۲ء)

ہم یہ سمجھنے سے قاصر ہیں کہ جب ان "الفضل" اور ان کے کار پردازوں کو مرزا قادیانی کو نبی و رسول کہتے ہوئے شرم نہیں آتی۔ جب مرزا صاحب کو "محمد رسول اللہ" کہتے ہوئے شرم نہیں آتی۔ اور جب مرزا صاحب کے لئے "ذکر حبیب" کی اصطلاح استعمال کرتے ہوئے شرم نہیں آتی۔ جب انہیں یہ کہتے ہوئے شرم نہ آئی کہ

"ہر شخص ترقی کر سکتا ہے۔ اور بڑے سے بڑا درجہ پا سکتا ہے۔ حتیٰ کہ "محمد رسول اللہ" سے بڑھ سکتا ہے۔" (مرزا محمود صاحب کا بیان۔ مندرجہ الفضل قادیان جلد ۱۰ نمبر ۵ مورخہ ۱۷ جولائی ۱۹۲۲ء)

جب انہیں یہ کہتے ہوئے شرم نہ آئی کہ:

"پس ظلی نبوت نے مسیح موعود (غلام احمد قادیانی) کے قدم کو پیچھے نہیں ہٹایا۔ بلکہ آگے بڑھایا۔ اور اس قدر آگے بڑھایا کہ نبی کریمؐ کے پہلو بہ پہلو لا کھڑا کر دیا۔"

(کلمۃ الفصل صـ مندرجہ ریویو آف ریلیجنز جلد ۱۴ نمبر ۳ صفحہ ۱۱۳ مارچ و اپریل ۱۹۱۵)

جب انہیں یہ کہتے ہوئے شرم نہ آئی کہ:

ابتدائیہ

"مسیح موعود محمد است و عین محمد است"

جب انہیں یہ کہتے ہوئے شرم نہ آئی کہ:

محمد پھر اتر آئے ہیں ہم میں
اور آگے سے ہیں بڑھ کر اپنی شان میں
محمد دیکھنے ہوں جس نے اکمل!
غلام احمد کو دیکھے قادیاں میں!

اس قسم کی دو چار نہیں سینکڑوں عبارتیں ہیں۔ جن میں "ظلیت" کی اوٹ میں مرزا صاحب کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھانے کی کوشش کی گئی ہے۔ جب ان کو ان تمام قسم کی لغویات سے شرم نہیں آئی تو اگر مرزا صاحب کے کسی مخلص نے صلی اللہ علیہ وسلم " کے الفاظ (سہواً نہیں۔ بلکہ جان بوجھ کر فرطِ عقیدت میں) لکھ دیئے تو "الفضل" اور ان کے سکار پہ دازوں کو اس سے کیوں شرم آنے لگی۔ ہم تو یہ سمجھتے تھے کہ "شرم" کا لفظ قادیانی لغت ہی سے خارج ہے۔ اس لئے کہ قادیانیوں نے:

الف:۔ مرزا صاحب کو بے سروپا دعوے کرتے ہوئے دیکھا مگر انہیں کبھی شرم نہیں آئی

ب:۔ مرزا صاحب کو "محمد رسول اللہ" ہونے کا دعویٰ کرتے ہوئے دیکھا مگر انہیں مرزا صاحب پر "ایمان لانے سے شرم نہ آئی۔

ج:۔ مرزا صاحب کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے سے اپنے زمانے کو روحانیت میں اشد و اکمل اور قوی تر کہتے ہوئے سنا مگر انہیں شرم نہ آئی۔

د:۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں اسلام کو ہلال (پہلی رات کا چاند) اور اپنے زمانہ کو "بدر" کامل (چودہویں رات کا چاند) کہتے ہوئے سنا انہیں کبھی شرم نہ آئی۔

ہ:۔ مرزا صاحب نے اپنی کتابوں میں سینکڑوں سفید جھوٹ لکھے۔ مگر قادیانیوں کو انہیں پڑھ کر کبھی شرم نہیں آئی۔

و:۔ مرزا صاحب نے انبیاء کرام کو جھوٹے کہا۔ مگر قادیانیوں کو سن کر کبھی شرم نہ آئی۔

ز:۔ مرزا صاحب نے انبیاء کرام پر شراب نوشی کی تہمت لگائی۔ مگر قادیانیوں کو اس سے بھی کبھی شرم نہ آئی۔

ح:۔ مرزا صاحب نے انبیاء کرام پر قرآن کریم کے حوالے سے بد چلنی کی تہمت لگائی مگر شرم قادیانیوں کے کبھی نزدیک نہیں آئی۔

ط:۔ مرزا صاحب نے قرآن کریم اور احادیث طیبہ میں سینکڑوں تحریفیں کیں مگر قادیانیوں نے کبھی شرم کا نام نہ لیا۔

ی:۔ مرزا صاحب نے بزرگان امت کے غلط حوالے دیکر ان پر تہمتیں لگائیں مگر قادیانیوں کی شرم کو کبھی جنبش نہ ہوئی۔

آج پہلی بار معلوم ہوا کہ قادیانی حضرات میں بھی شرم نام کی کوئی چیز ہے۔ اور وہ مرزا

باقی صفحہ ۲۱، ۲۲، ۲۳ پر

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ طیّبہ

قسط ۲

تحریر:- علی اصغر چشتی صابری - ایم - اے - ایل، ایل، بی - فاضل عربی، فارسی، دفاق

عہدِ شباب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ وکفیٰ والصلوٰۃ والسلام علیٰ من لا نبی بعدہٗ

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تربیت خاص معصوم و محفوظ طریقہ پر ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جاہلیت کی بُری عادتوں سے ہمیشہ دور اور پاک رکھا۔ آپؐ شروع ہی سے اپنی قوم میں نہایت ہی حمیدہ صفات، بالخصوص حسن اخلاق سے آراستہ، شرم و حیا کے پیکر، خوش گفتار، امانت دار، بدکلامی اور فحش بیانی سے بہت دور سمجھے جاتے تھے۔ اسی لئے اپنی قوم نے آپؐ کو "الصادق" اور "الامین" جیسے پاکیزہ القاب سے نوازا تھا۔

اللہ تعالیٰ نے آپ کو ان تمام باتوں سے محفوظ رکھا تھا۔ جو آپ کے شان اور مقام کے مطابق نہیں تھیں اگرچہ اس معاشرہ کا عالم یہ تھا کہ ان باتوں پر کسی کی نگاہ نہ پڑتی تھی اور نہ ہی قابل حرج سمجھی جاتی تھیں۔ آپ قرابت داری کا لحاظ رکھتے، رشتوں کا خیال کرتے دوسروں کی ضرورتیں پوری فرماتے مہمان کی عزت کرتے اور بھلائی کے کاموں میں ہر کسی کی مدد کرتے۔

حرب الفجار

عرب میں واقعہ فیل کے بعد جو مشہور معرکہ پیش آیا۔ وہ "حرب الفجار" کے نام سے مشہور ہے۔ اس وقت آپؐ کی عمر مبارک چودہ، پندرہ سال کی تھی۔ اس معرکہ کا ایک فریق قبیلہ قریش تھا۔ اور دوسرا قبیلہ قیس۔ اوّل قیس قریش پر غالب آئے۔ پھر قریش نے قیس والوں کو مغلوب کر دیا۔ بالآخر صلح پر جنگ کا خاتمہ ہوا۔ آپ اس معرکہ میں دشمن کے استعمال کئے ہوئے تیروں کو قریش تک پہنچاتے تھے۔ جو جنگ کا خاص طریقہ ہے۔ اسی طرح اس موقع پر آپ کو جنگ کا عملی تجربہ ہوا۔ اور شہسواری و سپہ گری سے شناسائی ہو گئی۔

عمر مبارک کچھ اور زیادہ ہوئی۔ تو آپؐ نے ذریعہ معاش کی طرف توجہ کرنا ضروری سمجھا۔ اور بکریاں چرانے کا پیشہ اختیار فرمایا۔ جو ایک شریفانہ ذریعہ معاش کے علاوہ نفسیاتی تربیت اور محتاجوں پر شفقت کے جذبات پیدا کرنے نیز تازہ ہوا سے محظوظ ہونے اور جسم کی تقویت و ورزش کا سامان بھی اپنے اندر رکھتا ہے۔ معلوم ہوا انبیاء کی سنت بھی ہے۔ چنانچہ نبوت کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ کہ کوئی نبی ایسا نہیں گذرا جس نے بکریاں نہ چرائی ہوں۔ پوچھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)؟ فرمایا ہاں میں نے بھی۔

تجارت کا خیال

جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جوان ہوئے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا

سیرۃ النبی ۴

خیال پہلے تجارت کی طرف ہوا۔ مگر گھر کا روپیہ پاس نہ تھا۔ مکہ میں نہایت شریف خاندان کی ایک بیوہ عورت حضرت خدیجہ رضہ تھیں۔ جو بہت باثر و بارسوخ خاتون تھیں۔ فہم و فراست، اخلاق کریمانہ اور مال و دولت کے لحاظ سے انہیں اللہ تعالیٰ نے خوب نوازا تھا۔ آپ رضی اللہ عنہا اپنا روپیہ تجارت میں لگائے رکھتی تھیں۔ اس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خوبیاں اور اوصاف سن کر خود آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست کی۔ کہ اس کے روپے سے تجارت کریں۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کا مال لیکر تجارت کو گئے۔ جس میں بہت ہی نفع ہوا۔

اس سفر میں حضرت خدیجہ رضہ کا غلام میسرہ بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا ——————— اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ان تمام خوبیوں اور بزرگیوں کا ذکر حضرت خدیجہ رضہ کو سنایا۔ جو سفر میں بچشم خود دیکھ چکا تھا۔

حضرت خدیجہ رضہ سے رشتۂ ازدواج

حضرت خدیجہ رضہ کو جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی راست گفتاری، حسن اخلاق اور جذبۂ خیر خواہی کا علم ہوا نیز میسرہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف کمالات سن لئے۔ تو فوراً آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے رشتہ کی خواہش کی۔ حالانکہ اس سے پہلے وہ قریش کے بڑے بڑے سرداروں کی درخواست مسترد کر چکی تھیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا سیدنا و سید الشہداء حضرت حمزہ رضہ نے یہ پیغام آپؐ تک پہنچایا۔ ابو طالب نے خطبۂ نکاح پڑھا۔ اور اس طرح آپؐ کی ازدواجی زندگی کا آغاز ہوا۔ اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر مبارک پچیس سال اور حضرت خدیجہ رضہ کی عمر چالیس سال کی تھی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح میں وہ پچیس سال تک زندہ رہیں۔ صاحبزادہ ابراہیم کو چھوڑ کر آپ کی ساری اولاد انہی سے ہوئی۔ نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم ان کی وفات کے بعد بھی اکثر ان کا ذکر محبت سے کیا کرتے اور ان کی سہیلیوں سے بھی عزت اور شفقت کا برتاؤ کیا کرتے۔

قیام امن و نگرانی حقوق کی انجمن کا انعقاد

شادی کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا سارا وقت عبادت الٰہی اور بنی آدم کی بہبود میں پورا ہوا کرتا تھا۔ انہی دنوں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اکثر قبیلوں کے سرداروں اور دانشوروں کو بلایا۔ اور ان کی توجہ ملک کی بے امنی، مسافروں کے خطرات اور آئے دن کے فسادات کی طرف مبذول فرمائی۔ بالآخر ایک انجمن تشکیل دی گئی جس میں بنو ہاشم، بنو المطلب، بنو اسد، بنو زہرہ اور بنو تمیم شامل تھے۔ اس کے ارکان مندرجہ ذیل عہد و اقرار کے پابند تھے۔

(۱) ہم ملک سے بے امنی دور کریں گے۔
(۲) ہم مسافروں کی حفاظت کیا کریں گے۔
(۳) ہم غریبوں کی امداد کرتے رہا کریں گے۔
(۴) ہم امیر کو غریب پر ظلم کرنے سے روکا کریں گے۔

اس تدبیر سے انسانی جان و مال کی بہت کچھ حفاظت ہو گئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نبوت کے بعد بھی فرمایا کرتے تھے۔ کہ اگر آج بھی کوئی اس انجمن کے نام سے کسی کو مدد کے لئے بلائے تو میں سب سے پہلے اس کی امداد کو تیار پایا جاؤں گا۔

کعبہ کی تعمیر نو اور ایک جھگڑے

فتنہ کا سدباب

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر مبارک پینتیس سال کی تھی۔ جب قریش نے کعبہ کی عمارت کو (جس کی دیواریں سیلاب کے صدمے سے پھٹ گئی تھیں) از سر نو تیار کیا۔ جہاں تک عمارت کے بنانے کا تعلق ہے۔ تو اس میں سب ہی قبائل شریک تھے۔ لیکن جب حجر اسود کے قائم کرنے کا موقع آیا۔ تو سخت اختلاف پیدا ہو گیا۔ کیونکہ ہر قبیلے کی یہ چاہت تھی کہ اسے یہ شرف حاصل ہو۔ اور وہ اس کو اٹھا کر اس کی صحیح جگہ نصب کرے۔ معاملہ بہت ہی بڑھ گیا۔ نوبت جنگ و جدال تک پہنچی۔ چار دن ایسے ہی گذر گئے۔ آخر ابو امیہ بن مغیرہ (جو قریش کے ایک سن رسیدہ بزرگ تھے) نے یہ رائے دی۔ کہ کسی کو حاکم بنا کر اس کے فیصلے پر عمل کریں۔ اس رائے کو سب نے تسلیم کیا۔ اور یہ طے پایا۔ کہ اب جو کوئی سب سے پہلے حرم میں داخل ہو گا۔ اس کا فیصلہ اس سلسلے میں قطعی ہو گا۔ اتفاقاً نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سب سے پہلے مسجد حرام کے دروازے

> نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے ان تمام باتوں سے محفوظ رکھا تھا جو آپ کے شان اور مقام کے مطابق نہیں تھیں

سے داخل ہوئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھنا تھا کہ ھذا الامین رضیناہ کے نعرے لگ گئے۔ (امین آگیا۔ ہم اس کے فیصلے پر راضی ہیں)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی معاملہ فہمی سے ایسی تدبیر کی کہ ہر ایک خوش ہوگیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک چادر منگوا کر بچھائی۔ حجر اسود اٹھا کر اس میں اپنے دست مبارک سے رکھا۔ پھر فرمایا۔ کہ ہر قبیلہ چادر کا ایک کونہ پکڑ کر اٹھائے۔ سب نے تعمیل کی۔ جب وہ جگہ قریب ہوگئی۔ جہاں اس کو نصب کرنا تھا۔

حجر اسود کے نصب کرنے میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جس قدر تدبر اور حکمت سے کام لیا اس سے بڑھ کر کوئی حکمت اور تدبیر نہیں ہو سکتی

تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ سے اٹھا کر اس کو اس جگہ رکھ دیا۔ اس کے بعد باقی عمارت کی تعمیر ہوئی۔

اس مختصر تدبیر سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قریش کو بڑے کشت وخون سے بچالیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس معاملہ میں جس حکمت اور تدبر سے کام لیا ہے۔ اس سے بڑھ کر کوئی حکمت اور تدبیر نہیں ہو سکتی تھی۔ نبوت کے بعد آپ نے تمام اقوام کو جس طرح جنگوں کی مصیبت سے نجات دی۔ دراصل یہ واقع اسی کا پیش خیمہ اور آغاز تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی فہم و تدبر، بہترین تعلیمات، نرمی و تلطف، رفع نزاع اور صلح جوئی کا اندازہ بھی اس سے بخوبی ہو سکتا ہے۔ یہی وہ بات تھی۔ جس نے آپ کو رحمت للعالمین کا منصب عالی عطا کیا۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس قوم کے لئے نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم ثابت ہوئے۔ جس میں ریوڑ کے پانی پلانے، گھوڑ دوڑ کے دوڑانے اشعار میں ایک قوم سے دوسری قوم کو اچھا بتانے جیسی ذرا ذرا سی باتوں پر ایسی جنگ ہوتی تھی۔ کہ بیسیوں برس تک ختم ہونے میں نہ آتی تھی۔

عجیب وغریب اضطراب

ان دنوں آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اندر ایک عجیب وغریب اضطراب محسوس کرتے تھے۔ نہ تو اس کا سبب اور سرچشمہ آپ کو معلوم تھا اور نہ ہی اس کے مستقبل اور انجام کار سے آپ واقف تھے۔ آپ کے دل میں کبھی بھول کر بھی یہ خیال نہ آتا تھا۔ کہ اللہ تعالیٰ وحی و رسالت سے آپ کو سرفراز فرمانے والے ہیں۔ قرآن کہتا ہے۔

وما كنت ترجوا ان يلقى	اور تمہیں امید نہ تھی کہ تم پر کتاب
اليك الكتاب الا رحمة	(قرآن پاک) نازل کی جائے گی مگر
من ربك فلا تكونن	تمہارے پروردگار کی مہربانی سے
ظهيرا للكافرين	(نازل ہوئی) تو تم ہرگز کافروں کے
	مددگار نہ ہونا۔

اللہ تعالیٰ کی خاص حکمت تھی۔ کہ آپ بحیثیت امی کے پلے بڑھے اور بڑے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نہ پڑھنا جانتے تھے۔ اور نہ لکھ سکتے تھے۔ اس طرح دشمنان اسلام کو نہ تو تہمت طرازی کا موقع ملا اور نہ افترا پردازی کا۔ اپنی زبانوں سے اگرچہ وہ بہت کچھ کہتے رہے۔ لیکن ان کے دلوں نے کبھی بھی ان کا ساتھ نہیں دیا۔ کیونکہ حقیقت ان کے سامنے تھی۔ قرآن مجید نے اس مضمون کی وضاحت یوں فرمائی:

"وما كنت تتلو من قبله	اور تم اس سے پہلے نہ کوئی کتاب پڑھتے تھے
من كتاب ولا تخطه	اور نہ اسے اپنے ہاتھ سے لکھ ہی سکتے
بيمينك اذا لارتاب	تھے ایسا ہوتا تو اہل باطل ضرور شک کرتے۔
المبطلون"	

خزاں رسیدہ چمن کی بہار

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جس وقت اپنی عمر مبارک کے چالیس سال پورے کئے۔ اس وقت دنیا، آگ کی ایک خندق کے بالکل لب بام کھڑی تھی۔ پوری نسل انسانی پر زوال آچکا تھا۔ دنیا کفر کے گھٹا ٹوپ چھاؤں کے تلے دبی ہوئی تھی۔ وہ نازک وقت تھا۔ جب انسانیت کی صبح صادق طلوع ہوئی۔ آفتاب رسالت نے کفر کی تاریک رات کا خاتمہ کر دیا۔ اللہ تعالیٰ کی سنت بھی یہی ہے۔ کہ جب تاریکی اپنی انتہا تک پہنچ جاتی ہے۔ اور قلوب سخت اور مردہ ہونے لگتے ہیں۔ تو اس کی رحمت کا کوئی جان نواز معجزہ نکلتا ہے۔ اور انسانیت کے خزاں رسیدہ چمن میں پھر بہار آجاتی ہے۔

دنیا میں اس وقت شرک وبت پرستی کی وبا عام تھی۔ جہالت اور جاہلیت کی حکمرانی تھی۔ اس کو دیکھ کر آپ کی بے چینی خالق ارض وسماوات کی ہدایت اور اس کے احکام کا انتظار انتہا تک پہنچ چکا تھا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا۔ کہ کوئی غیبی طاقت اور غیبی آواز آپ کو چلا رہی ہے۔ اور آپ کی راہنمائی کر رہی ہے۔ اور اس عظیم منصب کے لئے آپ کو تیار کر رہی ہے۔

بعثت کا زمانہ جس قدر قریب ہوتا گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مزاج میں خلوت گزینی کی عادت بڑھتی جاتی تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سب سے علیحدہ ہو کر تنہا بیٹھنے میں بڑا لطف محسوس ہوتا تھا۔ آپ مکہ سے بہت دور نکل جاتے۔ راستے میں جب مکہ کی گھاٹیوں اور اس کی وادیوں سے آپ کا گذر ہوتا۔ تو شجر و حجر سے آواز آتی ”السلام علیک یارسول اللہ“ آپ اپنے دائیں بائیں اوپر نیچے دیکھتے۔ تو درختوں یا پتھروں کے سوا کچھ نظر نہ آتا۔

غار حرا میں عبادت کرنا :۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم زیادہ تر غار حرا میں قیام فرماتے۔ یہ غار مکہ سے کئی کوس پرے سنسان جگہ میں واقع تھا۔ (اب بھی موجود ہے) جس کی لمبائی چار گز اور چوڑائی دو گز تھی۔ آپ متواتر کئی کئی رات وہاں ٹھہرتے۔ آپ طریقہ ابراہیمی کے مطابق اور فطرت سلیم کی رہنمائی سے اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مشغول رہتے۔ جب تک

> جب تاریکی اپنی انتہا تک پہنچ جاتی ہے۔ اور قلوب سخت اور مردہ ہونے لگتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کی رحمت کا کوئی جاں نواز جھونکا چلتا ہے۔ اور انسانیت کے خزاں رسیدہ چمن میں پھر بہار آجاتی ہے۔

ستو اور پانی ختم نہ ہو جاتا۔ شہر میں نہ آیا کرتے۔ اب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب آنے لگے۔ خواب ایسے سچے ہوتے تھے۔ کہ جو کچھ رات کو خواب میں دیکھ لیا کرتے۔ دن کو ویسا ہی ظہور میں آجاتا۔

آفتاب رسالت کا طلوع

جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر مبارک چالیس سال کی ہوئی۔ تو حسب معمول آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن غار حرا میں تشریف فرما تھے۔ کہ اچانک ایک فرشتہ غار کے اندر آیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کیا۔ اور پھر کہا۔ ”اقراء“ پڑھیئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ میں پڑھا ہوا نہیں ہوں۔ ...... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اس کے بعد اس نے مجھے اس شدت سے دبایا کہ میری مشقت کی کوئی انتہا نہ رہی۔ پھر مجھے چھوڑ دیا۔ اور کہا پڑھیئے۔ میں نے جواباً کہا کہ میں پڑھا ہوا نہیں ہوں۔ اس نے پھر مجھے پکڑا۔ اور اتنی زور سے لپٹایا۔ کہ مجھ پر اس کا سخت دباؤ پڑا۔ پھر مجھے چھوڑ دیا۔ اور کہا پڑھیئے۔ میں نے وہی جواب دیا۔ اس نے پھر مجھے پکڑ کر اسی طرح دبایا۔ اور چھوڑ دیا۔ اور کہا۔

”اقرأ باسم ربك الذي خلق خلق الانسان من علق، اقرأ وربك الاكرم الذي علم بالقلم، علم الانسان مالم يعلم“	(اے محمدؐ) اپنے پروردگار کا نام لے کر پڑھیئے جس نے عالم کو پیدا کیا جس نے خون کے لوتھڑے سے انسان کی تخلیق فرمائی۔ پڑھیئے اور آپ کا پروردگار بڑا ہی کریم ہے۔ جس نے قلم کے ذریعہ علم سکھایا۔ اور انسان کو وہ باتیں سکھائیں جن کا اس کو علم نہ تھا۔

حضرت خدیجہ رضؓ کے گھر میں

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس عجیب واقعہ سے خوف زدہ ہو گئے۔ گھر تشریف لائے۔ حضرت خدیجہ رضؓ سے فرمایا

زملونی زملونی — مجھے جلد اڑھا دو مجھے جلد اڑھا دو۔

حضرت خدیجہ رضؓ نے آپؐ سے اس کی وجہ معلوم کی۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سارا قصہ بیان کیا۔ وہ ایک عقلمند اور ذی شعور خاتون تھیں۔ نبوت، انبیاء اور فرشتوں کے بارے میں انہوں نے بہت کچھ سن رکھا تھا۔ کیونکہ ورقہ بن نوفل ان کے چچازاد بھائی تھے۔ جنہوں نے صحف سماویہ کا مطالعہ کیا تھا۔ اور اہل توریت و انجیل کے ساتھ نشست و برخاست بھی رکھتے تھے۔ حضرت خدیجہ رضؓ ان کے پاس کبھی کبھی جایا کرتی تھیں۔ اللہ تعالیٰ نے فطرت سلیم اور ذہن مستقیم سے بھی نوازا تھا۔ اس لئے عربوں کے جاہلانہ رسوم انہیں پسند نہیں تھے۔

وہ آپ کے رشتہ زوجیت، شب و روز کی رفاقت اور آپ کی ہر ظاہر و پوشیدہ چیز سے واقف تھیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ ماجرا سن کر کہنے لگی۔ آپ کو بشارت ہو۔ آپ ہرگز نہ ڈریئے۔ خدا کی قسم اللہ آپ کو کبھی رسوا نہ کرے گا۔ آپ تو صلہ رحمی کرتے ہیں۔ دوسروں کا بوجھ ہلکا کرتے ہیں۔ محتاجوں کے کام آتے ہیں۔ مہمان کی ضیافت اور خاطر مدارت کرتے ہیں۔ راہ حق کی تکالیف اور مصائب میں مدد کرتے ہیں۔

اب خدیجۃ الکبریٰ کو خود بھی اطمینان قلب کی ضرورت ہوئی۔ اس لئے وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو لے کر اپنے چچیرے بھائی ورقہ بن نوفل کے پاس گئیں

ورقہ بن نوفل کی شہادت

آنحضرتؐ کی نبوت پر

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب ورقہؓ کو پورا واقعہ سنایا، تو وہ جھٹ بول اٹھا قسم ہے۔ اس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ آپ اس امت کے نبی ہیں۔ اور آپ کے پاس وہی ناموس آیا تھا، جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا تھا۔ کاش میں جوان ہوتا۔ کاش میں اس وقت تک زندہ رہتا۔ جب قوم آپ کو نکال دے گی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا، کیا قوم مجھے نکال دے گی؟

ورقہ بولا ہاں۔ جب بھی کوئی وہ پیغام لے کر آیا۔ جو آپ لائے ہیں۔ تو لوگوں نے اس کی دشمنی پر کمر باندھ لی۔ اور اس سے جنگ کی یہ برابر ہوتا آیا ہے۔ اگر مجھے وہ دن نصیب ہوگا۔ اور میری زندگی وفا کرے گی۔ تو میں پوری قوت کے ساتھ آپ کی مدد کروں گا۔

(جاری ہے)

بقیہ: خصائل نبویؐ

سے دریافت کیا ہے۔ اجتماعی حالت میں پیٹ بھر کر کھانے سے مطلب بعض لوگوں نے یہ بیان کیا ہے کہ اگر کسی جگہ دعوت وغیرہ میں نوبت آتی تو شکم سیر ہو کر نوش فرماتے ویسے کبھی نوبت نہ آتی تھی۔ اس پر بعض علماء نے بڑے زور سے رد فرمایا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اس امر کی نسبت کرنا جس کو آج کسی کی طرف نسبت کیا جائے تو سخت ناگوار ہو نہایت بے ادبی ہے۔ مگر بندہ ناچیز کے نزدیک اس مطلب میں کوئی مانع نہیں اس لیے اس زمانہ میں اگر کسی کی طرف اس امر کی نسبت کی جاتی ہے۔ کہ اپنے گھر پیٹ بھر کر نہیں کھاتا تو اس کا مطلب یہ ہوتا ہے۔ کہ یہ شخص بخیل ہے اور اس زمانہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اس کی نسبت کرنے میں اس کا ابہام نہیں ہے۔ اس لیے کہ اس وقت کی تنگ حالی معلوم ہے۔ کہ کئی کئی وقت مسلسل فاقوں کی نوبت آتی تھی اور اس کے ساتھ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا سخا اور جود کہ جو ہدیہ میں کہیں سے کچھ آجاتا تھا۔ وہ اصحاب صفہ پر تقسیم کیا جاتا تھا۔ ایسی صورت میں پیٹ بھرنے کی نوبت کہاں آسکتی تھی۔ لیکن شراح حدیث اس مطلب کو غلط بتلاتے ہیں۔ اور ان کا ارشاد حجت ہے۔ اس لیے اگر یہ مطلب غلط ہو تو اللہ جل شانہ اپنے لطف سے معاف فرمائیں اعوذ باللہ من اقوال فی حقہ صلی اللہ علیہ وسلم مالا یلیق بشانہ۔

بالجملہ علماء نے اس مطلب کو ناپسند فرمایا ہے۔ وہ حدیث کا مطلب یہ بتاتے ہے۔ کہ حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم حالت میزبانی میں تو شکم سیر ہو کر نوش فرماتے تاکہ مہمان حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جلد نہ اٹھ جائیں اور بھوکے نہ رہیں۔ نیز اس وقت جب کہ آپ کے یہاں کوئی مہمان ہوتا تھا۔ تو اس کے لیے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم باوجود عسرت اور تنگی کے بھی فکر فرما کر کچھ نہ کچھ مہیا فرماتے تھے۔ اور ہوسکتا ہے۔ کہ مجمع کے ساتھ کھانا مراد عام ہے۔ کہ اپنے گھر ہو یا کسی دوسری جگہ اس کی وجہ یہ ہے کہ جس مجمع میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہوں۔ اس میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ کھینچ لینے کے بعد مجمع کا ہاتھ کھینچ لینا بدیہی ہے۔ تنبیہ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا شکم سیر ہونا جس جس جگہ وارد ہوا ہے ان سب مواضع میں وہی دو تہائی پیٹ بھر کر نوش فرمانا مراد ہے۔ یہ حالت بھی حالت مہمانی میں ہوتی تھی۔ ورنہ بالکل شکم سیر ہونا کسی وقت نہیں ہوتا تھا۔ نہ حالت مہمانی میں نہ حالت تنہائی میں"

اہم مصروفیات کی بناء پر اشاعت ہذا میں "ربوہ کانفرنس" شائع نہ ہوسکی بسلسلہ وار قسط آئندہ شمارے میں ملاحظہ کیجیے

جملہ قارئین و شائقین "ہفت روزہ ختم نبوت" کو بذریعہ اشتہار ہذا مطلع کیا جاتا ہے کہ ادارہ "ختم نبوت" نے ضلع تھرپارکر کے لئے محمد عثمان آزاد متعلم جامع مسجد بخاری کنری کو نمائندے کی حیثیت سے مقرر کیا ہے۔ ضلع تھرپارکر میں ذیلی ایجنسی کے خواہشمند حضرات ان سے رابطہ قائم کریں

وفاق المدارس العربیہ کا ذیلی دفتر

وفاق المدارس العربیہ پاکستان کا ذیلی دفتر کراچی کا پتہ درج ذیل ہے: "ذیلی دفتر وفاق المدارس العربیہ الاحمد مینشن فلیٹ نمبر ۲ بلاک نمبر ۱۳، بی گلشن اقبال کراچی۔

تراشے

بلاتبصرہ

مرزائیوں کی اشتعال انگیز تحریریں

توہین رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم

ایک روز سحری کے وقت درود شریف کا ورد کرتے ہوئے آنکھ لگ گئی۔ دیکھا کہ میں مسجد مبارک ربوہ میں داخل ہو رہا ہوں۔ ہر طرف چاندنی ہی چاندنی ہے۔ جتنی تیزی سے درود کرتا ہوں سرور بڑھتا جاتا ہے اور چاندنی واضح ہو جاتی ہے محراب میں حضرت باباگرونانک رحمۃ اللہ علیہ جیسی بزرگ شبیہ کی صورت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف فرما ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے گردونواح کا ہالہ اس قدر تیز ہے کہ آنکھیں چندھیا جاتی ہیں۔ باوجود کوشش کے شبیہ مبارک پر نظر نہیں ٹکتی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دائیں طرف حضور سیدنا مسیح موعود ہیں اور پھر سیدنا حضرت خلیفہ مسیح الاول تشریف فرما ہیں"

(روزنامہ الفضل ۷ / نومبر ۱۹۸۲ء صفحہ ۳)

مسلمان ہونے کا دعویٰ

پس چونکہ ہم اسلام کے دعویدار ہیں اور دنیا کی کوئی طاقت ہمارا یہ دعویٰ ہم سے چھین نہیں سکتی کہ ہم مسلمان ہیں۔ خدا کے فضل سے، کیونکہ اللہ تعالیٰ ہمیں مسلمان قرار دیتا ہے۔ یہ ہمارا پیدائشی حق ہے۔ اس کی خاطر ہم ہر قربانی کے لئے تیار ہیں۔

(الفضل ۷ / نومبر ۱۹۸۲ء صفحہ ۴)

قادیانی بنانے کی سکیم

"اس عرصے کے ساتھ، اس عزم کے ساتھ آپ نے تبلیغ کا منصوبہ بنایا ہے۔ احمدیہ لجنہ اماء اللہ مرکزیہ کو کئی کام کرنے ہیں .... پہلے ہی ایک لوم مرکزی منصوبہ بنا کے اعداد و شمار اکٹھے کر کے یہ معلوم کرتا ہے کہ مختلف لجنات اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے کتنی بڑی گنبدیں ڈالنے کا منصوبہ بنا رہی ہے۔ کتنی بلند گنبدیں ڈالنا چاہتی ہیں .... وہ اس طرح منصوبہ بنا کر حصہ لیں گی اور آئندہ سال کے لئے انشاء اللہ تعالیٰ آتی احمدی بنانے کی اسکیم ہے"

(الفضل ۷ / نومبر ۱۹۸۲ء صفحہ ۴)

نوٹ الفضل کی ۷ / نومبر کی اشاعت میں کئی جگہ مرزا المحمود کیلئے "رضی اللہ تعالیٰ عنہ" اور مرزا کے قادیانی کے لئے "علیہ السلام" کی اصطلاح استعمال کی گئی۔

قادیانیت کے سوا کچھ نظر نہیں آئے گا

"حضور .... نے فرمایا تبلیغ ہر احمدی کا کام ہے۔ اس میں ہر احمدی کو حصہ لینا پڑے گا اور تبلیغ کے جہاد میں جو طریق حضرت مسیح موعود (مرزا) نے بیان فرمائے ہیں انہی کو اختیار کرنا ہو گا۔ حضور نے فرمایا دیکھتے ہو دیکھتے اللہ تعالیٰ کی تائید کے ساتھ دنیا کی ساری بستیاں احمدی ہو جائیں گی اور احمدیت کے سوا کچھ نظر نہیں آئے گا۔"

(الفضل مورخہ ۱۰ / نومبر ۱۹۸۲ء صفحہ ۱)

مرزائے قادیانی نام نہاد مہدی

آدم ثانی یعنی بانی اسلام حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے غلام حضرت مہدی علیہ السلام کے ذریعہ اس سانپ کا سر ہمیشہ کے لئے کچلا گیا۔ اور شیطان جس نے آدم کی نسل کو اپنے خالق و مالک سے برگشتہ اور دور کیا تھا وہ شکست کھائے گا۔"

(الفضل مورخہ ۱۰ / نومبر ۱۹۸۲ء صفحہ ۳)

تراشے

قادیانیت ـــــ حقیقی اسلام؟

"خاکسار نے دعوت اسلام دی کہ جو لوگ اسلام قبول کرنا چاہتے ہیں وہ اپنا نام درج کرائیں۔ اس پر تین دوست اور ایک عورت آگے آئے۔ بیعت فارم پر کئے گئے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے مجموعی طور پر تیرہ ۱۳ افراد کو احمدیت یعنی حقیقی اسلام میں داخل ہونے کی توفیق ملی۔

(الفضل ۱۰ نومبر ۱۹۸۲ء صفحہ ۵/۶)

ہر گاؤں میں "قادیانیت" پھیلانے کا عزم

"حضور ایدہ اللہ نے (مرزا طاہر) مجلس انصار اللہ کو خصوصی طور پر دیہات میں تبلیغ کرنے کی طرف متوجہ فرمایا اور کہا کہ ہر مجلس ایک گاؤں چن لے اور ایک سال میں ایک گاؤں میں احمدیت پہنچانے کا عزم کرے۔ آپ دیکھیں گے فضا تبدیل ہو جائے گی۔"

"حضور (مرزا طاہر) نے نہایت جلالی شان سے بارعب آواز میں کہا دیکھتے دیکھتے اللہ کی تائید سے یہی نہیں دنیا کی بستیاں احمدی ہو جائیں گی۔ انشاء اللہ احمدیت کے سوا کچھ نظر نہیں آئے گا۔"

(الفضل مورخہ ۱۰ نومبر ۱۹۸۲ء صفحہ ۹)

پاکستان میں قادیانی ازم

"اور ایک وقت آئے گا کہ اس ملک میں بھی مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ وہی جھنڈا گاڑا جائے گا جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا جھنڈا ہے، اگر آپ احسن تدبیر کریں گے۔ اگر آپ برائی کا بدلہ حسن اور احسان سے دیں گے۔ اور صبر سے کام لیں گے تو یہی تقدیر ہے (یعنی پاکستان میں قادیانی ازم نافذ) جو پوری ہو گی۔ اس کے سوا اور کوئی تقدیر نظر نہیں آتی۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا کرے۔ اس کے لئے منصوبہ بندی کرنے کی توفیق عطا کرے۔

(الفضل مورخہ ۱۰ نومبر ۱۹۸۲ء صفحہ ۹)

موعود کا انتظار

یہودیت، عیسائیت، بدھ مت، ہندو مت، سکھ مت اور مسلمانوں کے تمام فرقوں کے پیروکار اپنے اپنے عقائد کے مطابق اس آخری زمانہ میں ایک مصلح کی بعثت کا انتظار کر رہے ہیں اور ان سب مذاہب کی کتب مقدسہ میں آنے والے موعود کا اجمالاً اور تفصیلاً ذکر موجود ہے۔

چنانچہ ٹھیک اس زمانہ میں ان مندرجہ بالا علامات کے درمیان سیدنا حضرت اقدس مرزا غلام احمد قادیانی مجدد و مسیح کی حیثیت سے ظاہر ہوئے اور وہ حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی اور اتباع میں اسلام کی حقانیت اور غلبہ کی فکر میں منہمک ہو گئے۔

(الفضل مورخہ ۲۲ نومبر ۱۹۸۲ء صفحہ ۳)

مسلمانوں کو قادیانیت کی تبلیغ

"اس تقریب میں پانچسو کے لگ بھگ احباب شریک ہوئے۔ جن میں دو سو سے زاید ایسے احباب تھے جو ابھی احمدی نہیں ہوئے تھے ان میں اہل علم اور پڑھے لکھے طبقہ کے لوگ وکلاء، ڈاکٹر، پروفیسر یونیورسٹیوں کے طلباء، بڑے زمیندار اور معاشرے کے اعلیٰ طبقے شامل تھے"

(الفضل مورخہ ۲۹ نومبر ۱۹۸۲ء)

قادیانی یعنی مسلمان

"اسی پیار نے کہ کوئی تفریق نہیں ہے۔ انسان انسان میں کئی لاکھ عیسائیوں کے دل جیت کے کلمہ پڑھا کے انہیں احمدی مسلمان بنایا۔"

(الفضل مورخہ ۶ دسمبر ۱۹۸۲ء صفحہ ۵)

تاریخ مجلس

کارگزاری مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان ۱۹۸۱ء

ترتیب :- مولانا اللہ وسایا صاحب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علی رسولہ الکریم ۔

اس سال اللہ رب العزت نے اپنے عاجز ۔ گنہگار ۔ اور سیاہ کار بندے کو اپنے گھر کی حاضری اور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے گنبد خضراء کی زیارت سے بہرہ ور فرمایا ۔ فالحمد للہ علی ذالک ۔ حرم کعبہ زاد اللہ شرفاً و تعظیماً ۔ ایک دن اچانک طبیعت میں داعیہ پیدا ہوا کہ ہر سال " مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان " کی سال بھر کی مفصل روئیداد مرتب ہونی چاہیے ۔ جس میں مجلس کے کام ۔ مناظرے ۔ جلسے ۔ کانفرنسیں ۔ وعظ و تبلیغ و فود ۔ لٹریچر ۔ مبلغین اسلام کی تربیت کی تفصیل آجائے ۔ اس سے ایک تو مجلس کے کار ہائے نمایاں سے جماعت کے احباب متعارف ہوں گے ۔ دوسرے اس طرح مجلس کی تاریخ مرتب ہوتی چلی جائے گی ۔ سفر مقدس سے واپسی پر جماعتی و ذاتی مصروفیتوں میں گھرا رہا ۔ آج ۱۴ دسمبر ۱۹۸۱ء بعد از مغرب اللہ رب العزت کی عنایت کردہ طاقت سے ابتداء کر رہا ہوں ۔ السعی منی والاتمام من اللہ ۔ اس میں کس حد تک مجھے کامیابی حاصل ہوئی ہے ۔ یہ بات اس پروردگار عالم کی رحمت پر منحصر ہے جس نے مجھے کائنات کی سب سے بڑی سعادت سے اپنے گھر کی حاضری سے سرفراز فرمایا ۔ وہی ستار العیوب میری تحریر کے نقائص پر اس طرح ستاریت کی چادر فرمائیں جس طرح میرے گناہوں کو اپنی ستاریت والی چادر سے ڈھانپ دیا ہے ۔ اے میرے مالک الملک ۔ تیرے نام پر ۔ تیرے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت و ناموس کا تحفظ کرنے والی جماعت کی روئیداد مرتب کرنے لگا ہوں ۔ اپنی رحمت خاص سے نہ صرف توفیق عنایت فرما بلکہ اسے قبولیت کا شرف نصیب فرما ۔ ---- صحیح صحیح حالات و واقعات مرتب کرنے کی سعادت نصیب فرما ۔ افراط تفریط سے اس طرح حفاظت فرما جس طرح تو معصوم بچے کی حفاظت فرماتا ہے ۔ اللھم واقیۃ لواقیۃ الولید ۔ آمین

جنوری ۱۹۸۱ء تا ربیع الاول ۱۴۰۱ھ

مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کے زیر اہتمام ۔ جنوری ۱۹۸۱ء میں ملک عزیز کے کونہ کونہ میں سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مقدس عنوان پر کانفرنسیں ہوئیں ۔

۷ جنوری ۱۹۸۱ء کو یکم ربیع الاول ۱۴۰۱ھ تھی ۔ ربیع الاول ہی میں رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت ہوئی تھی ۔ اسی نسبت سے پوری دنیا میں اس ماہ میں بطور خاص رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ پر جلسے ہوتے ہیں ۔ مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کو یہ شرف حاصل ہے کہ پندرھویں صدی میں آنے والے پہلے ماہ ربیع الاول کا افتتاح مجلس نے رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ پر کانفرنس منعقد کرنے سے کیا ۔ ہوا یوں کہ

۶ جنوری ۱۹۸۱ء کو کانفرنس کا آغاز بہاولپور مسجد الصادق سے کیا گیا ۔ سیرۃ النبی کی اس کانفرنس کی کامیابی کے لئے جہاں ایک طرف ہزاروں کی تعداد میں اشتہارات شائع کئے وہاں مبلغین حضرات نے اطراف کے دورے کئے اور اس طرح اس کانفرنس کی خوب تشہیر کی گئی ۔

۷ جنوری ۱۹۸۱ء کو ربیع الاول ۱۴۰۱ھ کا چاند نظر آنے کے ساتھ ہی جلسہ کا آغاز ہوا ۔ جلسہ اتنا عظیم الشان تھا کہ اس کی مثال پیش نہیں کی جا سکتی ۔ ہفت روزہ لولاک فیصل آباد نے ۳ فروری ۱۹۸۱ء کی اشاعت میں اس کانفرنس کے سلسلے میں جو رپورٹ شائع کی ہے وہ درج ذیل ہے ۔

بہاولپور میں عظیم الشان ایک روزہ ختم نبوت کانفرنس

۶ جنوری ۱۹۸۱ء کو جامع مسجد الصادق بہاولپور میں ایک روزہ ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی ۔ جس کی صدارت بہاولپور کے ممتاز عالم دین مولانا غلام مصطفیٰ نے کی ۔ کانفرنس سے مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی رہنما اور مولانا محمد شریف جالندھری

تاریخ مجلس

مولانا سید منظور احمد شاہ حجازی، مولانا اللہ وسایا، مولانا محمد اسماعیل، مولانا یار محمد عابد کے علاوہ مہمان خصوصی خطیب پاکستان محمد ضیاء القاسمی جنرل سیکرٹری تنظیم اہل سنت پاکستان نے خطاب کیا جبکہ احمد بخش چشتی نے اپنی ایمان پرور نعتوں سے سامعین کو محظوظ کیا۔ جامع مسجد الصادق وسیع و عریض زیریں حال سامعین سے کھچا کھچ بھرا ہوا تھا۔ مولانا محمد یوسف ڈسٹرکٹ خطیب اوقاف، مولانا محمد یوسف خطیب غلہ منڈی بہاولپور کے علاوہ ضلع بھر کے علماء کرام سٹیج پر رونق افروز تھے۔ مجلس تحفظ ختم نبوت بہاولپور کے رہنما الحاج سیف الرحمٰن۔ جناب الحاج ذکر اللہ۔ جناب عمر دین، صوفی محمد اشفاق، صوفی غلام یٰسین، جناب محمد سلیم، جناب محمد اکرام نے کانفرنس کے وسیع انتظامات کئے تھے۔ اشتہارات اور اعلانات کے ذریعہ کانفرنس کی خوب تشہیر کی گئی تھی جس کی وجہ سے سخت سردی کے باوجود بھرپور اجتماع اور حاضری ہوگئی۔ عشاء کی نماز سے کانفرنس شروع ہو کر رات کے ایک بجے تک جاری رہی۔ سامعین بڑے ذوق و شوق سے آخر تک علماء کرام کے خطابات بڑی دلچسپی سے سنتے رہے۔

اوچ شریف کے خطیب مولانا یار محمد عابد نے حضور علیہ السلام کی سیرت طیبہ پر بڑا جامع مانع خطاب کیا۔

مجلس تحفظ ختم نبوت ربوہ کے مبلغ مولانا اللہ وسایا نے حضور علیہ السلام کے وصف خاص ختم نبوت پر تقریر کی آپ نے اپنے بیان میں منکرین ختم نبوت کی بڑھتی ہوئی جارحانہ سرگرمیوں پر کڑی تنقید کی اور توقع ظاہر کی کہ پاکستان کی اسلامی حکومت ان کا نوٹس لے کر تاجدار ختم نبوت کے حضور اپنی ذمہ داریاں کو پورا کر کے شفاعت کی مستحق بنے گی۔ مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کے مرکزی رہنما مولانا سید منظور احمد شاہ حجازی نے مجلس تحفظ ختم نبوت کی اندرون و بیرون ملک کارگزاری کی رپورٹ پیش کی جسے سن کر سامعین نے بھرپور خوشی و انبساط کا اظہار کیا۔ موصوف کے ایک ایک جملہ پر سامعین فلک شگاف نعروں سے خیر مقدم کرتے رہے۔ مجلس کے مرکزی بزرگ رہنما مولانا محمد شریف جالندھری نے اپنے خطاب میں اتفاق و اتحاد امت کی ضرورت پر زور دیتے ہوئے اسلامیان پاکستان سے اپیل کی۔ کہ وہ خدا اور مصطفیٰ کے دشمنوں کے مقابلہ میں بنیان مرصوص بن جائیں۔ دیوبندی، بریلوی، شیعہ سنی، اختلافات کو چھوڑ کر حضور علیہ السلام کے دامن رحمت سے وابستہ ہو کر اتحاد امت کا بھرپور مظاہرہ کریں۔ کانفرنس کے مہمان خصوصی تنظیم اہل سنت پاکستان کے سیکرٹری جنرل مولانا محمد ضیاء القاسمی نے ڈیڑھ گھنٹے کے خطاب میں حضور علیہ السلام کی سیرت طیبہ کے مضمون پر مفصل بیان کیا مولانا قاسمی نے اپنی ولولہ انگیز تقریر میں فرمایا کہ ہم اس کامیابی و کامرانی حاصل کر سکتے ہیں جب کہ ہم اپنی نجی زندگی سے نظام حکومت تک حضورؐ کی سیرت طیبہ اور اسوہ حسنہ کے تابع کر لیں۔ انہوں نے کہا مسئلہ ختم نبوت اسلام کا بنیادی مسئلہ ہے بلکہ پوری قوم اور ملت کی وحدت کا مسئلہ ہے جس کی حفاظت ہر مسلمان کا دینی اور قومی فریضہ ہے۔ انہوں نے کہا کہ مجلس تحفظ ختم نبوت ملک کی واحد جماعت ہے جو اس مسئلہ کی حفاظت کے لئے ملک اور بیرون ملک سرگرم عمل ہے انہوں نے کہا کہ مجلس تحفظ ختم نبوت کے قائدین جہاں بھی اور جس وقت بھی حکم دیں گے میں ہر طرح خدمت کے لئے تیار ہوں۔

مناظر اسلام مولانا اللہ وسایا صاحب کی
پرسوز دعا کے بعد رات ایک بجے یہ کانفرنس
اختتام پذیر ہوگئی۔

مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کے مرکزی دفتر ملتان کے زیر اہتمام شہر کے مختلف علاقوں میں ۸ر جنوری ۱۹۸۲ء سے ۲۸ جنوری تک جلسہ ہائے سیرۃ النبیؐ کے اجتماعات منعقد کئے جن سے جماعت کے مبلغین کے علاوہ علمائے کرام نے بھی خطاب کیا۔ جماعتی مبلغین میں مناظر اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعر، مولانا سید منظور احمد شاہ، مولانا محمد شریف جالندھری، مولانا قاضی اللہ یار نے حصہ لیا۔ جبکہ علمائے کرام میں حضرت مولانا ضیاء القاسمی، مولانا عبدالستار تونسوی، مولانا عبدالشکور دین پوری، مولانا فضل رحمت، قاری نور الحق، مولانا قاضی بشیر احمد، مولانا سلطان محمود، مولانا عبدالحق، مولانا عبداللہ خادم نے خطاب فرمایا۔ بڑی تعداد میں اشتہارات شائع کئے گئے۔

ان جلسوں و عشرہ سیرت النبیؐ کی خوب سے خوب تر تشہیر کی گئی۔ ان جلسوں کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ قومی ذرائع ابلاغ، اخبارات اور ریڈیو نے ہر جلسہ کا اعلان و خبریں کارروائی شائع کی۔

پہلے جلسہ میں راقم الحروف کو بھی حاضری و خطاب کا موقع ملا۔ جامع مسجد ختم نبوت بچہ منڈی ملتان جو مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کے ملکیتی پلاٹ میں لاکھوں روپیہ خرچ سے فروغ تعمیر کی گئی ہے۔ جس کے ساتھ مجلس کے مرکزی دفاتر، علماء کی رہائش گاہیں کوارٹر۔ دار المبلغین۔ لائبریری مدرسہ کی عمارتیں ملحق ہیں۔ اس جامع مسجد کے پلاٹ میں اس عشرہ کا پہلا جلسہ تھا۔ ہزاروں کا اجتماع تھا تل دھرنے کو جگہ نہ تھی۔ حضرت مولانا محمد شریف جالندھری صدر جلسہ تھے۔ حضرت مولانا عبدالستار تونسوی۔ مولانا عبدالرحیم اشعر، مولانا سید منظور احمد شاہ۔ مولانا فضل الرحمٰن صاحب، مولانا مفتی محمود صاحب مرحوم اس جلسہ کے خاص مقررین تھے۔ جلسہ کیا تھا۔ عوام کے عشق رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کا منہ بولتا ثبوت تھا۔ مقررین کی جادو بیان تقریریں۔ سامعین کا ذوق و شوق

تاریخِ مجلس

قابلِ دید تھا۔ مقررین نے دل کھول کر بیان کیا۔ سامعین نے بڑی دلچسپی سے ساڑھے بارہ بجے سے ایک بجے تک جلسہ رہا۔ مقررین نے رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کے متعدد عنوانات پر بھرپور تقریریں کیں۔ سامعین کو حضور علیہ السلام کی ختم نبوت سے عشق و جذبات کے درس دیئے۔ اس جلسہ کو دیکھ کر میری دیانتدارانہ رائے ہے کہ ان دس دنوں میں مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کی آواز لاکھوں انسانوں کے کانوں نے سنی ہوگی۔ محلہ محلہ میں عظیم الشان جلسوں کا ملتان میں اہتمام کرکے مجلس نے ملتان کی تاریخ میں نئے باب کا اضافہ کیا۔ اللہ تعالیٰ مجلس کی ان مساعی کو قبول فرمائے۔

بقیہ :- وفاق المدارس

درجہ تخصص دو سالہ مساوی ایم فل

درجہ تخصص چار سالہ مساوی پی ایچ ڈی

البتہ اس غرض کے لئے وفاق کے ۵ سالہ نصاب تعلیم کا از سر نو جائزہ لے کر ۸ سال پر تقسیم کیا جائے اور وہ نصاب مڈل کے مساوی تعلیم کی بنیاد بھی جائے۔ یہ نصاب کمیٹی اس کام کو مکمل کرکے آئندہ مجلس عاملہ کے اجلاس میں پیش کرے۔

(۶) امتحان درجہ ثانویہ خاصہ کے سلسلہ میں مختلف مدارس کی طرف سے درپیش مشکلات پر غور کرنے کے بعد طے پایا کہ ہر حال میں رجب کے آخری عشرہ میں درج ذیل کتب کا امتحان وفاق لے۔ اور امتحانی کمیٹی طریق کار طے کرے۔

(۱) ترجمہ قرآن مجید سورۃ یونس تا ختم سورۃ قصص

(۲) شرح وقایہ اولین یا آخرین یا الاختیار جلد ۳،۴ - ۲ پرچے ہوں گے۔
طالب علم کو ان میں سے کوئی ایک پرچہ حل کرنا ہوگا۔

(۳) نور الانوار تا ختم بحث اجماع (قیاس خارج)

(۴) مقامات ۱۰ مقالے

(۵) شرح جامی تا مبنیات (مبنیات خارج)

(۶) قطبی تا شرطیات (شرطیات خارج)

(۷) شق نمبر ۹ کے بارے میں طے پایا کہ حسب سابق درجات حفظ و ناظرہ دونوں کا امتحان وفاق لے۔ اور سند صرف کامل الحفظ طلبہ کو جاری کی جائے۔ اور متعلقہ ڈویژن کے مرکزی مدارس کے مشورہ سے ممتحنین کا تقرر کیا جائے۔

(۸) تعلیم الاسلام کے طرز پر جدید کتاب ترتیب دینے سے متعلق شق نمبر ۶ کو سابقہ کارروائی سے کالعدم تصور کیا جائے۔

(۹) ربیع الثانی ۱۴۰۳ھ کے آخری عشرہ میں مولانا سلیم اللہ خان صاحب، مولانا محمد ایوب جان صاحب بنوری، مولانا محمد اسعد صاحب تھانوی اور مولانا محمد انور شاہ صاحب پر مشتمل وفد سرحد کے مدارس کا دورہ کرے گا۔ انشاء اللہ۔

(۱۰) وفاق المدارس العربیہ کے مجلس عاملہ کا آئندہ اجلاس ۱۷ فروری ۱۹۸۳ء مطابق ۳ جمادی الاولیٰ ۱۴۰۳ھ بروز جمعرات صبح جامعہ اشرفیہ وائس رود سکھر میں منعقد ہوگا۔

(۱۱) پرانے پرچے یعنی جوابات کی کاپیاں مناسب طریقے سے ختم کئے جائیں۔

(۱۲) مرکزی دفتر کے اخراجات کے لئے دو ہزار روپیہ نقد خازن اپنے پاس رکھ سکیں گے۔

(۱۳) وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے نام سے مسلم کمرشل بینک بوہڑ گیٹ ملتان میں اکاؤنٹ کھولنے پر اطمینان کا اظہار کیا گیا۔ کرنٹ اکاؤنٹ کا نمبر ۲۲۴ ہے۔

(۱۴) مولانا سلیم اللہ خان صاحب نے پنجاب کے مدارس کے دورہ کی رپورٹ پیش کی اور بعض مدارس کے بیجا شکایتوں سے آگاہ کیا۔ جس پر عاملہ نے ایسے مدارس کے الحاق ختم کرنے کی تجویز منظور کی۔ ناظم اعلیٰ صاحب کی طرف سے تفصیلی تحریری رپورٹ کے بعد اس فیصلے پر عمل کیا جائے گا۔

نوٹ

یہ کارروائی محفوظ رکھیں۔ آئندہ عاملہ کے دعوت نامہ کے ساتھ کارروائی دوبارہ نہیں بھیجی جائے گی۔

محررہ محمد انور شاہ غفرلہ

ناظم وفاق المدارس العربیہ پاکستان

جامعہ قاسم العلوم ملتان

۲۰ صفر ۱۴۰۳ھ، دسمبر ۱۹۸۲ء

رپورٹ

کارروائی اجلاس مجلس عاملہ وفاق المدارس العربیہ پاکستان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کارروائی اجلاس مجلس عاملہ وفاق المدارس العربیہ پاکستان منعقدہ ۲۰ صفر ۱۴۰۳ھ ، دسمبر ۱۹۸۲ء بروز منگل بمقام جامعہ قاسم العلوم گلگشت کالونی ملتان۔

شرکاء اجلاس

(۱) مولانا محمد ادریس صاحب صدر الوفاق۔
(۲) مولانا سلیم اللہ خان صاحب ناظم اعلیٰ
(۳) مولانا محمد اریب جان صاحب بنوری پشاور۔
(۴) مولانا فیض احمد صاحب ملتان۔
(۵) مولانا حبیب اللہ صاحب ساہیوال۔
(۶) مولانا قاری عبدالسمیع صاحب سرگودھا۔
(۷) حضرت مولانا عبدالواحد صاحب کوئٹہ۔
(۸) مولانا مفتی غلام قادر صاحب خیرپور ٹامیوالی
(۹) مولانا محمد اسعد صاحب تھانوی سکھر۔
(۱۰) مولانا محمد حنیف صاحب جالندھری ملتان
(۱۱) مولانا محمد جمیل صاحب ناظم دفتر کراچی
(۱۲) محمد انور شاہ ناظم امتحانات وفاق ملتان

صدارت ۔ صدر الوفاق ، تلاوت محمد اسعد صاحب تھانوی

(۱) اجلاس مجلس عاملہ منعقدہ ۱۹ ذی قعدہ ۱۴۰۲ مطابق ۹ ستمبر ۱۹۸۲ء کی کارروائی کو (باستثناء شق نمبر ۲ ، ۷) توثیق کی گئی۔

(۲) بعدازاں مولانا سلیم اللہ خان صاحب نے یونیورسٹی گرانٹس کمیشن کے اجلاس منعقدہ ۱۳ ستمبر ۱۹۸۲ء ، اسلام آباد ، ۱۳ ، نومبر ۱۹۸۲ء لاہور کی کارروائی سے اراکین عاملہ کو آگاہ کرتے ہوئے ، ان اجلاسات کے فیصلے اور وفاق کے موقف سے مطلع کیا۔ (اجلاسات کے فیصلے اور وفاق کی طرف سے جواب کی نقول ۱۳ صفر ۱۴۰۳ھ ۳۰ نومبر ۱۹۸۲ء کو بذریعہ ڈاک اراکین عاملہ کو بھیجی گئی تھیں) کافی غور و خوض کے بعد ایک لائحہ عمل تیار کیا گیا۔ جو خط کی شکل میں یونیورسٹی گرانٹس کمیشن کو بھیجا گیا۔ (خط کی نقل منسلک ہے) اور اسی لائحہ عمل کی روشنی میں ناظم اعلیٰ کو کمیشن سے بات چیت جاری رکھنے کا اختیار دیا گیا۔

(۳) یونیورسٹی گرانٹس کمیشن لاہور کے اجلاس میں ، ایم ۔ اے ، کے مساوی سند کا مسودہ تیار کرنے کے لئے وفاق کے نمائندہ نے مہلت طلب کی تھی۔ اس سلسلہ میں ڈاکٹر عبدالرزاق صاحب مندوب وفاق کراچی کا ترتیب دیا ہوا مسودہ منظور کر لیا گیا۔

(۴) یونیورسٹی گرانٹس کمیشن کی طرف سے ایم اے کے مساوی سند کا تجویز کردہ نام " الشهادة العالمية فی العلوم الاسلامية بين العربية " کا اضافہ کر کے " الشهادة العالمية فی العلوم العربية والاسلامية " نام رکھنے کی تجویز منظور ہوئی۔

(۵) مختلف جامعات سے سندات کے معادلہ کے سلسلہ میں مدت تعلیم کے بارے درپیش رکاوٹ کو دور کرنے کے لئے ، مدت تعلیم ۱۶ سال کرنے کے بارے نصاب کمیٹی کے اجلاس منعقدہ ۵ ، دسمبر کراچی کے فیصلے درج ذیل ۔ کی منظوری دی گئی۔

مدت کے مسئلے کا حل یہ ہے ۔ کہ تمام مدارس عربیہ درجہ اولیٰ میں داخلہ کے لئے مڈل (جماعت ہشتم) یا اس کے مساوی تعلیم کو لازمی شرط قرار دیں ۔ اس کے بعد درجہ اولیٰ و ثانیہ ۔ مساوی ۔ ایس ایس سی (میٹرک) الثانوية العامة،

درجہ ثالثہ و رابعہ ۔ مساوی ۔ ایچ ایس سی (انٹرمیڈیٹ) الثانویۃ الخاصۃ

درجہ خامسہ و سادسہ مساوی ۔ بی ، اے ۔ الشهادة العالیہ

درجہ سابعہ و ثامنہ مساوی ایم اے اسلامیات عربی ۔

الشهادة العالية فی العلوم العربية والاسلامية

باقی صفحہ ۱۶ پر

بسلسلہ
حیات عیسیٰؑ کا امت کا اجماعی عقیدہ ہے

مولانا محمد یوسف لدھیانوی

رفع ونزول عیسیٰ علیہ السلام

کے بارے میں چھٹی صدی کے اکابرین امت کا عقیدہ

مولانا محمد یوسف لدھیانوی

ابن عربیؒ کا عقیدہ

امام محمد بن عبداللہ ابوبکر ابن العربی المالکی (۵۴۳ھ) شرح ترمذی (ص ۹۶، ج ۹) میں لکھتے ہیں:۔

وسرد الاسرار عیسٰی بن مریم ینزل من السماء وھو فیھا حتی بیناہ فی التفسیر وفی کتاب سراج المریدین۔

مختصر بات یہ ہے کہ عیسیٰ بن مریم علیہما السلام آسمان سے نازل ہوں گے اور وہ آسمان میں زندہ ہیں ہم اس مسئلہ کو تفسیر میں اور کتاب سراج المریدین میں بیان کر چکے ہیں۔

٭ ٭ ٭

امام بغوی کا عقیدہ

امام محی السنۃ ابو محمد حسین بن مسعود الفراء البغوی الشافعی (۵۱۶ھ) تفسیر معالم التنزیل میں سورۃ آل عمران کی آیت "ومکروا ومکر اللہ" کے تحت لکھتے ہیں:۔

ومکر اللہ تعالٰی خاصۃ بھم فی ھذہ الآیۃ ھو القاء الشبہ علی صاحبھم الذی اراد قتل عیسٰی علیہ السلام حتی قتل۔

یہود کے مقابلہ میں اللہ تعالیٰ کی وہ خاص تدبیر جو آیت میں ذکر کی گئی ہے وہ یہ تھی کہ عیسیٰ علیہ السلام کی شباہت ان کے آدمی پر ڈال دی گئی جو آپ کو قتل کرنا چاہتا تھا۔ یہاں تک کہ وہی قتل کردیا گیا۔

(ص ۱۴۸۔ ج ۲)

اس کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان پر اٹھائے جانے کا واقعہ تفصیل سے ذکر کیا ہے۔ اور اس سے اگلی آیت اذ قال اللہ یعیسٰی انی متوفیک ورافعک الی کی توجیہات میں جو رفع آسمانی سے متعلق ہیں نقل کرنے کے بعد اپنی سند سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آخری زمانے میں نازل ہونے کی احادیث ذکر فرمائی ہیں۔

اسی ضمن میں لکھتے ہیں:۔

وقیل للحسین بن فضل ھل تجد نزول عیسٰی فی القرآن؟ قال نعم، قولہ "وکھلا" وھو لم یکتھل فی الدنیا، وانما معناہ وکھلا بعد نزولہ من السماء (ص ۲۹ ج ۲)

حسین بن فضل سے دریافت کیا گیا، کیا آپ نزول عیسیٰ علیہ السلام کا عقیدہ قرآن میں بھی پاتے ہیں۔ فرمایا: ہاں! دیگر آیات کے علاوہ حق تعالیٰ کا قول "وکہلا" بھی اس کی دلیل ہے۔ کیونکہ وہ دنیا میں اس عمر کو نہیں پہنچے۔ اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ وہ آسمان سے نازل ہونے کے بعد سن کہولت کو پہنچیں گے

امام بغویؒ نے سورۃ النساء کی آیت (۱۵۶ تا ۱۵۹) سورۃ المائدہ کی آیت (۱۱۷) اور سورہ الزخرف کی آیت (۶۱) کے تحت بھی عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان پر اٹھائے جانے اور آخری زمانے میں آسمان سے نازل ہونے کی تصریحات کی ہیں۔ دیکھئے جلد سوم صفحہ ۹ تا ۲۳) ۲۸۲۔ جلد ۲ صفحہ ۲۰۷)

امام محی السنۃ نے "مصابیح السنۃ" میں "باب العلامات بین یدی الساعۃ و ذکر الدجال" "باب قصۃ ابن الصیاد" "باب نزول عیسیٰ علیہ السلام" اور "باب لاتقوم الساعۃ الا علی الشرار" کے تحت نزول عیسیٰ علیہ السلام کی احادیث درج کی ہیں۔ دیکھئے ص ۱۳۵ تا ص ۱۴۲ ج ۲)

امام ابن عطیہ مالکی کا عقیدہ

امام عبدالحق بن غالب بن عبدالرحمٰن المعروف بہ ابن عطیہ المغربی الغرناطی المالکی (۴۸۱۔ ۵۴۱ھ) کے حوالے سے شیخ ابوحیان تفسیر البحر المحیط میں لکھتے ہیں:۔

قال ابن عطیۃ واجمعت الامۃ علی ما تضمنہ الحدیث

امام ابن عطیہ فرماتے ہیں کہ امت کا اس عقیدہ پر اجماع ہے جو حدیث متواتر میں

المتواتر عن ان عیسیٰ علیہ السلام فی السماء حیّ وانہ ینزل فی آخر الزمان ۔ (ص۲۴۳، ج۲)

وارد ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام آسمان میں زندہ ہیں اور یہ کہ وہ آخری زمانے میں نازل ہوں گے۔

قاضی عیاض مالکیؒ کا عقیدہ

الامام الحافظ القاضی ابوالفضل عیاض بن موسیٰ الیحصبی المالکی (م ۵۴۴ھ) کے حوالے سے امام نوویؒ شرح مسلم میں باب ذکر الدجال کے تحت فرماتے ہیں:

قال القاضی ھذہ الاحادیث التی ذکرھا مسلم وغیرہ فی قصۃ الدجال حجۃ لمذھب اھل الحق فی صحۃ وجودہ وانہ شخص بعینہ ۔ ابتلی اللہ بہ عبادہ ...... ویقتلہ عیسیٰ علیہ السلام ویثبت اللہ الذین اٰمنوا ۔ ھذا مذھب اھل السنۃ وجمیع المحدثین والفقہا والنظار (ص۳۹۹، ج۲)

قاضی عیاضؒ فرماتے ہیں کہ یہ احادیث جو امام مسلم اور دیگر حضرات نے دجال کے بارے میں ذکر فرمائی ہیں یہ اہل حق کے مذہب کی دلیل ہیں کہ دجال کا وجود قطعی ویقینی ہے۔ اور یہ کہ وہ ایک معین شخص ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے ذریعہ بندوں کو آزمائیں گے ...... اور دجال کو عیسیٰ علیہ السلام قتل کریں گے اور اللہ تعالیٰ اہل ایمان کو ثابت قدم رکھیں گے۔ یہی اہل سنت، تمام محدثین، فقہاء اور متکلمین کا مسلک ہے۔

نیز امام نوویؒ اسی باب میں قاضی عیاضؒ سے نقل کرتے ہیں:

قال القاضی رحمہ اللہ تعالیٰ نزول عیسیٰ بن مریم علیہ السلام وقتلہ الدجال حق صحیح عند اھل السنۃ للاحادیث الصحیحۃ فی ذلک ولیس فی العقل ولا الشرع ما یبطلہ فوجب اثباتہ وانکر ذلک بعض المعتزلۃ والجھمیۃ ومن وافقھم وزعموا ان ھذہ الاحادیث مردودۃ بقولہ تعالیٰ خاتم النبیین وبقولہ صلی اللہ علیہ وسلم لا نبی بعدی ۔ وباجماع المسلمین انہ لا نبی بعد نبینا صلی اللہ علیہ وسلم ۔ وان شریعتہ مؤبدۃ الی یوم القیامۃ لا تنسخ وھذا استدلال فاسد لانہ لیس المراد بنزول عیسیٰ علیہ السلام انہ ینزل نبیاً بشرع ینسخ شرعنا ولا فی ھذہ الاحادیث ولا فی غیرھا شیء من ھذا ۔ بل صحت الاحادیث ھھنا وما سبق فی کتاب الایمان وغیرھا انہ ینزل حکماً مقسطاً یحکم بشرعنا ویحیی من امور شرعنا ما ھجرہ الناس ۔ (ص۴۰۳، ج۲)

قاضی عیاض رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام کا نازل ہونا اور ان کا دجال کو قتل کرنا اہل سنت کے نزدیک حق اور صحیح ہے کیونکہ اس میں احادیث صحیحہ وارد ہیں اور کوئی عقلی یا نقلی دلیل ایسی نہیں جو اس عقیدے کو باطل کرے۔ پس اس عقیدے کا اقرار واجب ہے اور بعض معتزلہ اور جہمیہ اور ان کے موافقین نے اس کا انکار کیا ہے۔ ان کے زعم میں یہ احادیث مردود ہیں۔ حق تعالیٰ کا ارشاد خاتم النبیین اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد لا نبی بعدی کی وجہ سے۔ نیز مسلمانوں کے اس اجماع کے سبب کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا اور یہ کہ آپ کی شریعت قیامت رہے گی منسوخ نہیں ہوگی۔ اور ان کا یہ استدلال فاسد ہے کیونکہ عیسیٰ علیہ السلام کے نازل ہونے کا یہ مطلب نہیں کہ وہ نبی کی حیثیت سے نازل ہوں گے اور اپنی شریعت کے ذریعہ ہماری شریعت کو منسوخ کر ڈالیں گے۔ ان احادیث میں یا کسی اور حدیث میں ایسا کوئی مضمون پایا جاتا ہے۔ بلکہ احادیث صحیحہ جو یہاں ذکر کی گئی ہیں اور کتاب الایمان وغیرہ میں گزر چکی ہیں۔ یہ آیا ہے کہ وہ حاکم منصف کی حیثیت سے نازل ہوں گے۔ ہماری شریعت کا حکم چلائیں گے اور ہماری شریعت کے ان امور کو زندہ کریں گے جن کو لوگ چھوڑ چکے ہوں گے۔

امام ابن الجوزیؒ کا عقیدہ

امام جمال الدین ابوالفرج عبدالرحمٰن بن علی بن محمد بن علی بن عبیداللہ القرشی التیمی، البکری، البغدادی الحنبلی (۵۱۰ - ۵۹۷ھ) کے حوالے سے صاحب مشکوٰۃ نے یہ حدیث نقل کی ہے

عن عبد اللہ بن عمرو قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ینزل عیسیٰ بن مریم الی الارض فیتزوج ویولد لہ ویمکث خمساً واربعین سنۃ ثم یموت فیدفن معی فی قبری فاقوم انا وعیسیٰ ابن مریم من قبر واحد بین ابی بکر وعمر ۔ (مشکوٰۃ المصابیح ص۴۸۰، ووفاء الوفاء ص۵۵۰، ج۲)

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے زمین کی طرف اتریں گے پس نکاح کریں گے اور ان کے اولاد ہوگی۔ پس ۴۵ برس زمین میں رہیں گے۔ پھر ان کا انتقال ہوگا۔ پھر میرے ساتھ میرے مقبرہ میں دفن ہوں گے پس میں اور عیسیٰ بن مریم علیہ السلام ابوبکر وعمر کے بیچ ایک ہی مقبرہ سے اٹھیں گے

عیسائیت

جھوٹ کی پوٹ

پروفیسر احسان الحق رانا

اسلام تلوار سے پھیلا ہے؟

مشنری پادری کی زبانی جبر و ستم کی روئیداد

انسائیکلوپیڈیا برٹینکا نے یہ لکھا ہے ۔کہ گوا ہندوستان میں مقامی باشندوں کی عبادت گاہوں کو مسمار اور ان کے عقائد اور رسم و رواج کو پرتگالی مسیحی فاتحین نے نیست و نابود کردیا تھا۔" اس کے ثبوت میں ہم برصغیر جنوبی ایشیا کے مسیحی حلقوں میں اہل علم و فاضل اور ماہر تاریخ نویس سمجھے جانے والے نہایت متعصب مسیحی مصنف جناب پادری برکت اللہ کی تصنیف "مغلیہ سلطنت اور مسیحیت" "تاریخ کلیسائے ہندوستان جلد چہارم" مطبوعہ پنجاب ریلیجس بک سوسائٹی انارکلی لاہور (۱۹۷۰ء) سے چند اقتباسات پیش کرتے ہیں۔ تاکہ تواریخی حقائق کو مشنری یہ کہہ کر رد نہ کرسکیں کہ یہ ملحدین و منکرین اور بدعتی مسیحیوں کے لکھے ہوئے ہیں ۔

ہندوستان میں مسیحیت کی ترویج کے ناجائز حربے

"پرتگیزی حکومت کے زمانہ میں بحری سفر ستمر سے کم نہ تھا۔.... موزمبیق بندرگاہ تک پہنچتے پہنچتے اس قدر سپاہی مرجاتے تھے ۔کہ اس بندرگاہ کا نام ہی قبرستان پڑ گیا تھا۔ پس البوکرک ہندوستان میں پرتگیزی مقبوضات کے دوسرے گورنر کے دوراندیش دماغ کو یہ تدبیر سوجھی کہ لزبن سے ہر سال فوجی سپاہیوں کو منگوانے کی بجائے وہ ہندوستان کی عورتوں کو مسیحی بنا کر ان کے نکاح پرتگیزوں سے کردے تاکہ ان کی اولاد کو فوج میں بھرتی کرسکے۔ پس اس نے گوآ کے قتل عام کے بعد اپنے سپاہیوں کو کہا کہ ہندوستانی عورتوں سے جو تم کو پسند آئیں ان سے نکاح کرلو اور سرکار تم کو ایک گھر، زمین کے چند ایکڑ اور تجارت کرنے کا حق عطا کرے گی ۔" صفحہ ۷۶

"شاہ پرتگال عمانوئیل کا جانشین یوحنا سوم متعصب قسم کا عیسائی تھا۔ اس کے باپ نے سپاہیوں کی فوج کو تجارت کی خاطر روانہ کیا تھا۔ لیکن اس نے مسیحی مبلغین کے گروہ مسیحیت کی جبریہ اشاعت کی خاطر روانہ کئے اور یوں انجیل کی تبلیغ کو پرتگیزی حکومت کا ایک شعبہ بنادیا۔ جہاں کہیں پرتگیزی حکومت گئی وہاں مسیحیت کی جبریہ اشاعت ہونے لگی اور جہاں کہیں مسیحی مبلغین کا جوش ان کو لے گیا وہاں پرتگیزی افواج ان کے پیچھے پہنچ گئیں اور پرتگیزی سلطنت کو وسیع کردیا۔ ۱۵۴۰ء میں شاہ یوحنا سوم نے حکم جاری کیا کہ کوئی برہما کا پرستار اپنے مذہب کی رسوم کو علانیہ ادا کرنے نہ پائے اور تمام بت توڑ دیئے جائیں کیونکہ بتوں کا وجود زندہ خدا کی اہانت ہے۔ جو ہندو بت بنانے کی جرات کریں ان کو عبرتناک سزائیں دی جائیں۔ جو شخص کسی برہمن پروہت کو پناہ دے یا اس کو چھپائے رکھے اس کو بھی سزا دی جائے ۔"

حرص و تحریص کا حربہ

اس خط میں بادشاہ نے یہ احکام بھی صادر کئے ۔کہ مسیحی نو مریدوں کو انعام و اکرام دیتے وقت ان کا خاص خیال رکھا جائے تاکہ ہندوستان کے باشندے برضائے خود خوشی سے مسیحیت کی طرف مائل ہوجائیں۔ اس وقت سے پرتگیزی حکومت کے تین نصب العین ہوگئے تھے۔ یعنی فتوحات تجارت اور باشندوں کے مذہب کی تبدیلی۔"

بھیڑ کی کھال میں بھیڑیا مشنری

ہر سال انجیل کے مبلغین جہازوں میں دریائے ٹیگس سے مشرق کی جانب آنے لگے۔ جن میں سب سے مشہور مقدس فرانسس زیویر تھا جس نے نہ صرف ہندوستان لنکا، ملاکا بلکہ جاپان تک مسیحیت کی نجات کی خوشخبری دی۔ اس کی سادہ بے داغ فقیرانہ زندگی کی وجہ سے ہزاروں ہندو اور مسلمان مسیحی ہوگئے۔ لیکن ایسے عظیم المرتبت شخص نے بھی انجیل کے صریح حکم کے خلاف شاہ پرتگال کو ۱۵۴۸ء میں لکھا۔ حضور والا فرمان صادر کریں کہ ہندوستان کے حکام اور وائسرائے ہمارے مقدس مذہب کو اپنے مقبوضات میں پھیلانا اپنا فرض خیال کریں۔" صفحہ ۲۷

اس مقدس پادری کا کارنامہ احتساب عقائد کے بیان پڑھیے۔

ابتدائیہ

صاحب کے لئے صلوٰۃ و سلام کے "معصومانہ الفاظ" لکھنے سے بھی شرما جاتے ہیں: حالانکہ جب وہ مرزا صاحب کو ڈھیچے کی چرٹ بنی اور "محمد رسول اللہ" کہتے ہیں تو ان کے لئے "صلوٰۃ و سلام" سے شرمندہ ہو جانا عقل و فہم سے بالاتر چیز ہے۔

"الفضل" کو مطمئن رہنا چاہئے کہ ان کے دین و مذہب کے مطابق مرزا صاحب کو "صلی اللہ علیہ وسلم" کہنا لائق شرم نہیں۔ بلکہ مرزا صاحب کے بار بار کے الہامات اور قادیانیوں کے طرز عمل کے عین مطابق ہے، "الفضل" کے مدیرصاحبان نے اگر قادیانی قرآن "تذکرہ شریف" کا کبھی مطالعہ کیا ہے تو انہیں اس میں یہ الہامات مل جائیں گے:

الف :- "۔ جنوری ۱۹۰۰ء کو صبح کی نماز کے وقت حضرت اقدس نے فرمایا کہ پرسوں کی نماز میں جب میں التحیات کے لئے بیٹھا تو بجائے التحیات کے یہ دعا پڑھنے لگ گیا صلی اللہ علیٰ محمد وعلیک وَیَرُدُّ دُعَاءُ اَعْدَائِكَ عَلَیْھِم) اللہ تعالیٰ محمد پر صلوٰۃ بھیجے ...... اور تجھ پر بھی اور تیرے دشمنوں کی بد دعا اُن پر لوٹا دی جائے گی۔ (ترجمہ از مرتب تذکرہ صفحہ ،،، حاشیہ) حضرت صاحب فرماتے تھے کہ میں نے خیال کیا کہ یہ کیا پڑھ رہا ہوں تو معلوم ہوا کہ الہام ہے؟

(تذکرہ صفحہ ،،، طبع ربوہ سوئم)

ب :- "صاحبزادہ پیر سراج الحق صاحب جمالی نعمانی نے بیان کیا ہے کہ ایک روز مغرب کی نماز پڑھی گئی اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس کھڑا تھا جب نماز کا سلام پھیرا گیا تو آپ نے بایاں ہاتھ میری ران پر رکھ کر فرمایا کہ صاحبزادہ صاحب! اس وقت میں التحیات پڑھتا تھا الہاماً میری زبان پر جاری ہوا کہ :- "صلی اللہ علیک وعلیٰ محمد" تذکرہ صفحہ ،،، -

ج :- نحمدك ونصلی علے صلوٰۃ العرش الی الفرش ہم تیری تعریف کرتے ہیں اور تجھ پر درود بھیجتے ہیں۔ عرش سے فرش تک تیرے پر درود ہے" تذکرہ ۶۴۹

د :- "یصلون علیک صلحاء العرب وابدال الشام وتصلی علیک الارض والسماء ویحمدك الله من عرشه" تذکرہ ۱۶۲ - (تجھ پر عرب کے صلحاء اور شام کے ابدال درود بھیجیں گے۔ زمین و آسمان تجھ پر درود بھیجتے ہیں اور اللہ تعالیٰ عرش سے تیری تعریف کرتا ہے۔ ترجمہ از مرتب تذکرہ حاشیہ صفحہ ۱۶۲"

ہ :- اصحاب الصفة وما ادراك ما اصحاب الصفة ترى اعينهم تفيض من الدمع يصلون عليك (ترجمہ) اور ایسے لوگ بھی ہوں گے جو اپنے وطنوں سے ہجرت کر کے تیرے حجروں میں آکر آباد ہوں گے۔ وہی ہیں جو خدا کے نزدیک اصحاب الصفہ کہلاتے ہیں اور تو کیا جانتا ہے کہ وہ کس شان اور کس ایمان کے لوگ ہوں گے - جو

ے یہ جتنی باتیں ہم نے لکھی ہیں محض الزام نہیں - اس کا ثبوت پیش کرنے کے لئے تیار ہیں -

ابتدائیہ

اصحاب الصفہ کے نام سے موسوم ہیں۔ وہ بہت قوی الایمان ہوں گے۔ تو دیکھیگا کہ ان کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوں گے۔ وہ تیرے پر درود بھیجیں گے“
(تذکرہ صفحہ ۵۲، ۵۳ وصفحہ ۶۲۲ و ۲۴۲)

و۔ یَحْمَدُكَ اللّٰهُ مِنْ عَرْشِهٖ نَحْمَدُكَ وَنُصَلِّیْ (ترجمہ) خدا عرش پر سے تیری تعریف کر رہا ہے۔ ہم تیری تعریف کرتے ہیں اور تیرے پر درود بھیجتے ہیں“
(تذکرہ صفحہ ۴۸ صفحہ ۲۴۱،
۲۴۲، ۳۵۵، ۳۸۶، ۴۹۰)

ز۔ مرزا صاحب کے امام حافظ محمد صاحب نماز پڑھاتے تو وہ صبح کی نماز میں التزام کے ساتھ دوسری رکعت کے رکوع کے بعد دعا قنوت بالجہر پڑھا کرتے تھے۔ اور اس میں روزانہ درود شریف ان الفاظ میں پڑھا کرتے تھے۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاَحْمَدَ وَعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّاَحْمَدَ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۔ اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاَحْمَدَ وَعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّاَحْمَدَ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ یہ واقعہ قریباً ۱۳۱۶ھ کا یعنی ۱۸۹۹ء کا یا اس کے قریب کا ہے۔ انہوں نے کوئی تین چار ماہ تک متواتر نماز پڑھائی تھی۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام بھی جماعت میں شامل ہوتے تھے۔ اور کبھی حضور نے حافظ محمد صاحب کے اس طرح پر درود شریف پڑھنے کے متعلق کچھ نہیں فرمایا تھا۔ ایک دفعہ قاضی سید امیر حسین صاحب، حافظ احمد اللہ خاں صاحب اور چودھری (المعروف) بھائی عبدالرحیم صاحب (سابق جگت سنگھ) صاحب نے ان سے کہا کہ درود اس طرح نہیں بلکہ جس طرح حدیث میں آتا ہے۔ اور نماز میں تشہد کے بعد پڑھا جاتا ہے۔ اسی طرح پڑھنا چاہیئے۔ حافظ محمد صاحب (کچھ تیز طبیعت کے تھے۔ انہوں نے اس بات کا یہ جواب دیا۔ کہ آپ لوگوں کا مجھے اس سے روکنے کا کوئی حق نہیں ہے۔ اگر منع کرنا ہوگا۔ تو حضرت صاحب اس سے مجھے خود منع فرما دیں گے۔ مگر حضور نے انہیں کبھی منع نہیں فرمایا تھا۔ اور نہ ہی ان بزرگوں نے اس معاملہ کو حضور کی خدمت میں پیش کیا۔ اور حافظ صاحب بدستور اسی طرح نماز صبح میں دعا قنوت میں۔ درود شریف بالفاظ مذکورہ بالا پڑھتے رہے۔ اس زمانہ میں ابھی حضرت مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ ہجرت کر کے قادیان نہیں آئے تھے“ (ضمیمہ صفحہ ۱۴۴ رسالہ درود شریف صفحہ ب)

ان الہامی حوالہ جات سے واضح ہے کہ :

(۱) قادیانیوں کے بقول، خدا مرزا صاحب پر درود شریف بھیجتا ہے۔
(۲) خود مرزا صاحب بھی اپنے اوپر درود پڑھا کرتے تھے (اور لطف یہ کہ التحیات کی جگہ قادیانی درود رکھا گیا تھا۔ یہ گویا قادیانی شریعت کا نیا مسئلہ ہے۔

(بقیہ اداریہ)

(۳) مرزا صاحب کے امام الصلوٰۃ بھی مرزا صاحب پر درود پڑھتے تھے

(۴) قادیانی اصحاب صفہ کی یہ تعریف کی گئی ہے کہ وہ مرزا صاحب پر درود پڑھتے ہیں۔

(۵) عرش سے فرش تک کی ساری مخلوق مرزا صاحب پر درود پڑھتی ہے۔

اگر ان تمام نام نہاد الہامات سے قادیانیوں کو شرم نہیں آتی تو سوال یہ ہے کہ مرزا صاحب کے ایک عقیدت مند کے مرزا صاحب کے لئے صلوٰۃ والسلام کہنے پر الفضل شرم سے پانی پانی کیوں ہو رہا ہے؟

اصل بات یہ ہے کہ ہاتھی کے دانت کھانے کے اور ہوتے ہیں دکھانے کے اور چونکہ "ذکر حبیب صلی اللہ علیہ وسلم" کے لفظ پر قانونی گرفت ہو سکتی تھی اس لئے الفضل نے قانون کی گرفت سے بچنے کے لئے سجدہ سہو کرنا ضروری سمجھا۔

ورنہ اگر ان کا یہی عقیدہ ہو، وہ مرزا صاحب کے لئے صلوٰۃ و السلام روا نہیں سمجھتے تو انہیں مندرجہ بالا بے تکے الہامات سے بھی کبھی شرم آئی ہوتی۔

محمد یوسف

بقیہ: عیسائیت

محکمہ احتساب عقائد

"نام نہاد مسیحی پرتگیزی سلطنت کے ظلم و ستم کی طویل داستان مسیحیت اور ہندوستان دونوں کی تاریخ پر بدنما دھبہ ہے۔ ہندوستانی کلیسائی کا یہ دور کریہہ منظر ہے۔ رومی کلیسا کے مبلغین نے انجیل کے محبت کے پیغام کی خلاف ورزی کرکے پرہی اکتفا نہ کیا بلکہ انہوں نے محکمہ احتساب عقائد The Holy Office of the inquisition بھی قائم کر دیا کیونکہ بعض نو مرید لوگ جن کو یہ مبلغین جبراً مسیحی کلیسا میں شامل کر لیتے تھے ان میں سے بعض مرتد ہو کر اپنے مذہب کو واپس لوٹ جاتے تھے۔ بالخصوص وہ جو یہودیت سے زبردستی مسیحیت میں شامل کئے جاتے تھے۔ یہ یہودی تجارت کی خاطر گوا اور دیگر مقبوضات میں رہتے تھے مقام افسوس یہ ہے کہ اس محکمہ کے قیام میں فرانسس زیویر جیسے مقدس شخص کا بھی ہاتھ تھا ...... یہ محکمہ ۱۵۶۰ء میں گوا میں قائم کیا گیا جو دو صدیوں تک اپنے فرائض کو نہایت تشدد سے ادا کرتا رہا۔" (صفحہ) ملاحظہ ہو مشنری پادری محکمہ احتساب عقائد کے کام! جو آج بھی وہ مقدس کہلاتا ہے اس مقدس محکمہ کی کرتوت کی تعریف اس طرح کی گئی ہے۔

"محکمہ احتساب کی نسبت مرحوم لارڈ ایکٹن ACTON جو مشہور انگریز مورخ گذرا ہے اور خود رومی کلیسا کے ممتاز اہل قلم میں سے تھا لکھتا ہے، محکمہ احتساب عقائد کا اصول یہ ہے کہ پوپ کو زندگی اور موت پر اختیار ہے۔ جو شخص اس کے احکام کی خلاف ورزی کرے اس کو اذیتیں دی جائیں اور آگ میں جلا دیا جائے۔ اگر اس مقصد کو سرانجام دینے میں کوئی باقاعدہ کارروائی نہ ہو سکے تو سب قانونی کارروائیوں کو پس پشت پھینک کر موت کے گھاٹ اتار دیا جائے بالفاظ دیگر اس محکمہ کا اصول یہ ہے کہ ایسے شخص کو بہانہ ڈھونڈ کر یا بلا جان سے مار ڈالو"

"سولہویں صدی میں مغربی ممالک میں اس محکمہ کا جال ہر جگہ پھیلا ہوا تھا۔ ہر شخص اس کے نام سے کانپ اٹھتا تھا"

لیکن ہندوستان میں یہ محکمہ تشدد اور بے رحمی کے لحاظ سے تمام مغربی ممالک کے محکموں پر گوئے سبقت لے گیا تھا۔ اس محکمہ کے سپرد یہ فرائض تفویض کئے گئے تھے کہ ان تمام اشخاص کو سزا دے جو بدعتی عیسائی ہوں (یعنی رومی کلیسا کے ماتحت نہ ہوں) یا جو یہودی ہوں یا لوگوں کو یہودیت کی تعلیم بھی دیتے ہوں۔ مثلاً یہ کہتے ہوں کہ سور کا گوشت نہ کھاؤ...... ہندوستان میں یہ محکمہ نہ صرف ان مسیحیوں کو عقوبت دیتا تھا جو رومی کلیسا کے ماتحت نہ تھے بلکہ ہندوؤں، مسلمانوں اور دیگر مذاہب کے پیروؤں کو بھی نہیں چھوڑتا کیونکہ یہ مقدس محکمہ ان تمام اشخاص کو مجرم گردانتا ہے جو اپنے مذہب کی رسوم کو ادا کرتے ہوں۔" (صفحہ ۱۸) ملاحظہ ہو کہ مصنف اعتراف کرتا ہے کہ محکمہ احتساب عقائد صرف ہندوستان میں قائم نہیں کیا گیا تھا بلکہ سبھی مغربی ممالک میں بھی یہ موجود تھا۔

اس محکمہ کو نہ صرف زندوں بلکہ مردوں پر بھی اختیار حاصل تھا چونکہ اس کو مجرم کے مال و جائداد کو چھین لینے کا حق حاصل تھا۔ پس اکثر اوقات ایسا بھی ہوتا کہ کسی امیر کبیر کی موت کے مہینوں بعد اس پر فرد جرم لگایا جاتا تھا۔ اور اس کی قبر کھدوا کر اس کی ہڈیاں سرعام جلا دی جاتیں اور اس کا زر و مال ضبط اور جائیداد چھین لی جاتی تھی۔ تمدن تاجر، زمیندار اور حریص شخص اس محکمہ کا افسر ہوتا تھا کہ زندوں اور مردوں دونوں کے مال و جائیداد پر قابض ہو سکے۔ (جاری ہے)

WEEKLY **Khatme-Nubbuwat** KARACHI
Registered S. No. 3217

نعت

آستانِ شہِ والا کا ہے ارماں مجھ کو
جس نے رکھا ہے شب و روز ثنا خواں مجھ کو

شہرِ رحمت میں جدھر آنکھ اٹھائی میں نے
نظر آیا ہے وہیں عفو کا ساماں مجھ کو

جس کا ہر جلوہ ہے صد رشکِ بہارِ فردوس
راہِ طیبہ نے دکھائے وہ گلستاں مجھ کو

لب پہ جب سیدِ کونین کا نام آتا ہے
اک نئی زیست کا مل جاتا ہے عنواں مجھ کو

جس کا در سب کا سہارا ہے اسی کی جانب
لیے جاتا ہے مرا شوقِ فراواں مجھ کو

للہ الحمد ملا اُس کی غلامی کا شرف
جس کی ہر بات ہے سرمایۂ ایماں مجھ کو

ذکرِ محبوبِ خدا، وجہِ کرم ہے حافظؔ،
فیض سے جس کے ملا سوزِ دل و جاں مجھ کو

— حافظ لدھیانوی